شیخ الحدیثؒ کی عربی تصانیف

اوجز المسالک الیٰ موطا امام مالک،

لامع الداری علیٰ جامع البخاری،

الابواب والتراجم للبخاری ،

الکوکب الدری،

جزءحجۃالوداع والعمرا ت النبی ﷺ

ودیگر عربی واردو رسائل پر ایک تبصرہ

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کا علمی مقام

مجموعہ مقالات

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

مفتی محمد ابوبکر جابر قاسمی و مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی دامت برکاتہم

مولانا محمد شاہد سہارنپوری دامت برکاتہم

باب دہم

تصنیفات و رسائل پر ایک تبصرہ

تصنیفی ذوق، اور اہم علمی و تحقیقی تصنیفات

درس و تدریس کے انہماک، ذکر و نوافل کی یکسوئی، مہمانوں کی کثرت اور واردین وصادرین کے ہجوم کے باوجود شیخ کی طبیعت میں شروع ہی سے تصنیفی ذوق اور تحریری کام میں انہماک ودیعت تھا، اور جب پہلی دفعہ مشکوٰۃ پڑھا رہے تھے (جو شوال سنہ ۴۱ھ میں شروع ہوئی تھی) تو ۲۲ ربیع الاول کی شب میں ۱۲ بجے حجۃ الوداع پر لکھنا شروع کیا، اور ایک دن ڈیڑھ رات میں شنبہ کی صبح کو پورا کرلیا، خواب میں ایک اشارہ کی بناء پر، ۷ جمادی الاولیٰ سنہ ۹۰ھ بروز چہارشنبہ "جزء العمرات" کی تالیف شروع ہوئی، اور ۱۵ رجب سنہ ۹۰ھ یوم جمعہ کو ختم ہوگئی۔[1]

واضح رہے کہ یہ رسالہ حجۃ الوداع جو ایک دن ڈیڑھ رات میں لکھا گیا ہے، علمی، معنوی اور اپنے مواد و معلومات کے لحاظ سے "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" کا مصداق ہے، اور اس کے اندر اس موضوع پر اتنا محدثانہ و محققانہ مواد آگیا ہے، جس کو دیکھ کر (اگر کسی کو بتلایا نہ جائے) یہ خیال بھی نہیں گذر سکتا کہ یہ ایک دن ڈیڑھ رات میں

---

[1] آپ بیتی نمبر ۲ ص ۱۳۰-۱۳۱

www.abulhasanalinadwi.org

پورا ہوا ہے، یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس وقت شیخ کی عمر ۲۷ سال کی تھی، اس میں حواشی کا اضافہ تو بعد میں کیا گیا ہے، لیکن متن اسی وقت تیار ہو گیا تھا، ۱۳۹۰ھ میں جب انھوں نے علی گڑھ میں آنکھ کا آپریشن کرایا، اور کسی نئی تصنیف کا موقعہ نہ رہا، تو ان کو یہ پرانی کتاب یاد آئی اور انھوں نے اس میں کہیں کہیں رجال کی تفصیل اور قابل توضیح چیز کی توضیح فرمائی، اور جہاں طویل عبارتوں کا حوالہ دیا گیا تھا، ان کو نقل کروا دیا، جن مقامات کے نام آئے تھے، ان کا تعین اور تشریح فرمائی، اور اس میں اپنے بعض خورد سال نیاز مندوں سے بھی مدد لینے میں تأمل نہیں کیا، جو اہل علم اور تحقیق کا شیوہ ہے، اس موقعہ پر معجزات نبوی کی بحث، ان کی تعداد اور تحدید کی تحقیق، اور ان سے فقہی احکام کا استخراج بھی فرمایا، اس طرح یہ رسالہ اس موضوع پر کافی وشافی بن گیا، اور اس کو اس موضوع پر ایک چھوٹا سا دائرۃ المعارف کہا جا سکتا ہے۔[1]

اسی طرح "خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی" جیسی مہتم بالشان اور بابرکت کتاب اس طرح تالیف ہوئی کہ دہلی کے دو یا تین دن کے قیام میں جب "بذل المجہود" کے پروفوں کے دیکھنے سے فرصت ملتی، اس کی تالیف میں مشغول ہو جاتے، ۱۳۴۳ھ میں اس کی تالیف شروع ہوئی، اور جمادی الثانیہ ۱۳۴۴ھ شب جمعہ میں پوری ہوئی۔[2]

ان دونوں کتابوں کے برخلاف جو بہت مختصر عرصہ اور کسی بڑے کام کے درمیان کی فرصتوں اور وقتوں کے درمیان لکھی گئیں، شیخ کی وہ تصنیفات بھی ہیں، جن کو انھوں نے طویل عرصہ کے انہماک، مطالعہ اور تحقیق سے مرتب فرمایا، ان میں سب سے مہتم بالشان کتاب

---

[1] یہ رسالہ خوبصورت عربی ٹائپ میں چھپا، ابتداء میں شیخ کے حکم سے راقم سطور کا بسیط مقدمہ بھی ہے، بعض عربی رسائل میں اس پر بہت اچھا تبصرہ نکلا۔ [2] آپ بیتی ج۲ ص۱۳۱

اوران کا علمی و تصنیفی کارنامہ "اوجز المسالک شرح مؤطا الامام مالک" ہے، جو چھ ضخیم جلدوں میں ہے، اس کتاب کی بسم اللہ انھوں نے ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۱۳۴۵ھ کو اقدام عالیہ میں بیٹھ کر لکھی، اور تیس سال سے زائد اس کی تالیف میں لگ گئے۔[۱] میں نے علامۂ حجاز مفتی مالکیہ سید علوی مالکی سے جو نہ صرف حجاز کے بلکہ اپنے دور کے نہایت متبحر اور وسیع النظر عالم تھے،[۲] اوجز کی تعریف سنی، وہ اس پر تعجب کا اظہار کرتے تھے کہ خود مالکیہ کے اقوال و مسائل کا اتنا گہرا علم، اور اتنی صحیح نقل موجب حیرت ہے، وہ فرماتے تھے کہ:

"اگر شیخ زکریا مقدمہ میں اپنے کو حنفی نہ لکھتے تو میں کسی کے کہنے سے بھی ان کو حنفی نہ مانتا، میں ان کو مالکی بتاتا، اس لئے کہ اوجز المسالک میں مالکیہ کے جزئیات اتنی کثرت سے ہیں کہ ہمیں اپنی کتابوں میں تلاش میں دیر لگتی ہے۔"

مالکی علماء و قضاۃ نے اس کتاب کی بڑی قدر دانی کی، امارات خلیج کے رئیس القضاۃ (جو مذہب مالکی کے بڑے عالم ہیں) شیخ احمد عبدالعزیز بن مبارک نے بھی اس کی طباعت واشاعت سے بڑی دلچسپی لی۔

اوجز کے شروع میں نوسے صفحے کا ایک مبسوط مقدمہ ہے جس میں فن حدیث کے تعارف و تاریخ اور تدوین حدیث پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، پھر کتاب اور صاحب کتاب امام مالک کا مفصل تعارف اور ان دونوں کی خصوصیات و امتیازات کا مفصل تذکرہ ہے، نیز اس کے شروح اور عہد بعہد خدمات، اس کے ساتھ امت کے اعتناء کا ذکر ہے، پھر اپنے مشائخ اور سلسلۂ ولی اللہی کے اسانید کی تفصیل، پھر اس سب کے بعد امام ابوحنیفہ کا تذکرہ اور ان کی محدثانہ حیثیت و درجہ، اور ان کے اصول و مسلک کا تذکرہ ہے،

---

[۱] آپ بیتی ملاحظہ ۱۳۶ [۲] وسعت علم اور استحضار میں ان کو علامہ انور شاہ کشمیری سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پھر متفرق فوائد و قواعد اور ہدایات و توجیہات ہیں۔

"لامع الدراری" (جو اصلاً حضرت گنگوہیؒ کی تقریراتِ بخاری، اور مولانا محمد یحییٰ صاحب کے حواشی کا مجموعہ ہے) شیخ کے اضافوں اور تشریحات کی وجہ سے حدیث کے طالب علموں، اور مدرسین کے لئے معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ بن گیا ہے، اس سے بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں، جن کی قدر اہلِ درس ہی کر سکتے ہیں، کتاب کے شروع میں بڑی تختی ۲۷×۱۷/۴ پر ایک سو باون (۱۵۲) صفحے کا فاضلانہ مقدمہ ہے، جس میں نہ صرف امام بخاری اور ان کی نادر روزگار الجامع الصحیح کے مختلف گوشوں، مباحث و مسائل پر مبسوط کلام ہے، اور اس میں وہ معلومات، فوائد و نکات جمع کر دیئے گئے ہیں، جو اصول و رجال، اور تذکروں کے ہزاروں صفحات میں منتشر ہیں، بلکہ مراتبِ کتبِ حدیث، ابوابِ حدیث، تقریر و اجتہاد، اور احناف کے دفاع کے سلسلہ کی وہ تحقیقات بھی جمع کر دی گئی ہیں، جن سے یہ مقدمہ طالبین علم حدیث، بالخصوص حنفی المسلک علماء کے لئے ایک اچھی بیاض (علمی کشکول بن گیا ہے) اس میں شیخ کی بعض ذاتی تحقیقات، ان کے طویل درس حدیث کے وسیع مطالعہ کا نچوڑ بھی آ گیا ہے، پہلی جلد اس بڑی تختی پر مع مقدمہ کے پانچ سو بارہ (۵۱۲) صفحات پر تمام ہوئی ہے، دوسری جلد بھی اسی سائز پر اتنے ہی صفحات پر تمام ہوئی ہے، اور کتاب الجہاد تک پہونچی ہے۔

اسی طرح ان کا رسالہ "الابواب والتراجم للبخاری" ان کے تحقیقی ذوق، اپنے مشائخ حدیث سے محبت، اور ان کے علوم کی حفاظت کا نمونہ ہے، یہ رسالہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے رسائل و تحقیقات کا مجموعہ ہونے کے علاوہ، ابواب و تراجم کے سلسلہ میں ان اصول و

www.abulhasanalinadwi.org

قواعد پر حاوی ہے، جو حافظ ابن حجر، قسطلانی، حافظ عینی کے شروح میں آئے ہیں، پھر ان میں ان اصول و قواعد کا اضافہ کیا ہے، جو ان کے ذوق و تحقیق اور طویل اشتغال و غور و تامل کا نتیجہ ہیں، اس طرح ان اصول و قواعد کلیہ کی تعداد ستر تک پہونچ گئی ہے، ہمارے علم میں اتنا احتواء کسی کتاب میں نہیں کیا گیا "والغیب عند اللہ" جو لوگ جانتے ہیں کہ بخاری کے ابواب و تراجم میں کتنے لطائف و نکات اور دقائق شامل ہیں، اور اساتذہ و مدرسین کو اس سلسلہ میں کیا ہفت خواں سر کرنا پڑتا ہے، وہ اس کتاب کی افادیت و اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں۔

یہ چار کتابیں جو سب فن حدیث اور اس کے امہات کتب سے تعلق رکھتی ہیں، شیخ کو اپنے عہد کا (کم از کم علوم حدیث میں) عظیم مصنف بنانے اور اس کے محققین میں شامل کرنے کے لئے کافی ہیں[1]۔

اسی طرح حضرت گنگوہیؒ کی ترمذی کی تقریرات پر (جو شیخ کے والد ماجد مولانا محمد یحییٰ صاحب نے قلم بند و مرتب کی تھیں) ان مزید فوائد کا اضافہ کیا، جو دوسری شروح حدیث میں پائے جاتے تھے، اور کتاب پر مفید حواشی چڑھائے، جن میں بہت سی نادر علمی تحقیقات و تنقیحات آ گئی ہیں، اور جو طویل عرصہ تک درس حدیث، اور اشتغال بکتب الحدیث سے ان کے ذہن میں آئے۔

شیخ کا یہ تصنیفی ذوق اور حدیث کی خدمت و اشاعت کا جذبہ ان پر اتنا غالب تھا، کہ بعض اوقات وہ اس کے مقابلہ میں حالات سے بالکل آنکھیں بند کر لیتے

---

[1] چاروں کتابوں پر راقم کے قلم سے عربی میں مفصل مقدمے ہیں، ان میں ان کتابوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، یہاں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور بڑی سے بڑی ضرورت کو پس پشت ڈال دیتے، ناچیز کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :-

"۱۹۴۷ء میں میں نظام الدین میں محبوس تھا، اور جو حالات تھے، آپ کو یاد ہوں گے، ان حالات میں واپسی کا بالکل ارادہ نہیں تھا، مولوی نصیرالدین نے میرے ساتھ ایک ہوشیاری برتی، مجھے یہ لکھا کہ ایک کاتب مل گیا ہے، اوجز جلد چہارم کی کتابت شروع کرادی ہے، اس کی طباعت پہلے سے شروع تھی، مگر تقسیم کے ہنگامہ میں کاپیاں بھی ضائع ہوگئی تھیں، اور کاغذ جو بڑی تعداد میں خریدا ہوا تھا، غتر بود ہوگیا تھا، اس خط کے پہونچتے ہی میں نے عزیزم مولوی یوسف مرحوم سے اپنی واپسی کا خیال ظاہر کیا، مجھے اس مرحوم کا یہ فقرہ اتنا چبھ رہا ہے کہ "بھائی جی ہمیں اس حال میں چھوڑ کر جاویں گے؟" اور میرا یہ روکھا جواب کہ اب حالات قابل اطمینان ہوچلے ہیں، اب ٹھہرنا اوجز کی وجہ سے بہت مشکل ہے، یہ لمبی کہانی ہے، مگر جب خیال آجاتا ہے، بہت ہی طبیعت کو بے چین کردیتا ہے، سہارنپور پہونچ کر معلوم ہوا کہ صرف منیجر صاحب کی ہوشیاری تھی، کاتب وغیرہ کوئی نہیں تھا۔"[1]

تاریخی اور تحقیقی ذوق

حدیث و علوم حدیث شیخ کا اصل ذوق، موضوع، اور محنت و تحقیق کا میدان تھا، اور اس کو وہ تقرب الی اللہ و تقرب الی الرسول کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھتے تھے،

---

[1] مکتوب مورخہ یکم شوال ۔ از مدینہ منورہ ۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس کو انھوں نے اپنا شعار و دثار بنا لیا تھا، یہاں تک کہ "شیخ الحدیث" کا لقب ان کے نام کا قائم مقام، اور اس سے زیادہ مشہور ہو گیا تھا، اور ان کو یہ کہنے کا حق تھا:

ما انچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث دوست کہ تکرار می کنیم

لیکن اسی کے ساتھ ان کو تاریخی اور تحقیقی ذوق بھی تھا، جو اس وقت قدیم مدارس عربیہ و دینیہ میں کسی کو خال خال ہوتا تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنے روزنامچہ میں اور اس کتاب میں جس کو تاریخ کبیر کے نام سے موسوم کرتے تھے اہم واقعات، سنین وفات، اور حوادث قلم بند کرتے رہتے تھے، جن سے بعض مرتبہ ایسی معلومات حاصل ہو جاتی تھیں، جن کا دستیاب ہونا مشکل تھا۔

اس تاریخی ذوق، اور اپنے مادر علمی مدرسہ مظاہر علوم سے محبت و تعلق کا نتیجہ تھا کہ ۱۳۳۵ھ میں انھوں نے تاریخ مظاہر لکھی[1]، اس میں مدرسہ مظاہر علوم کے قیام و ترقی، بانیوں اور ذمہ داروں کے اصول و طریق کار، اساتذہ و مدرسین کے اخلاص وانہماک، انتظامی اور تدریسی تغیرات، اور کتب درسیہ وغیرہ کی ایسی تفصیلات و جزئیات آگئی ہیں، جو کم مدارس کے متعلق محفوظ ہوئی ہوں گی، کتاب کی ضخامت ۱۶۲ صفحات ہیں، شیخ کا مدرسہ سے ایسا تعلق، اور اس کے حالات سے اتنی واقفیت و شیفتگی رہی ہے کہ اس کے متعلق یہ مصرعہ لکھنا صحیح ہوگا کہ ع

داستان فصل گل خوش می سراید عندلیب

ان کے اس تاریخی ذوق و تحقیق کی آئینہ دار چند کتابیں اور ہیں، ایک

---

[1] یہ کتاب عرصہ کے بعد ۱۳۹۲ھ میں طبع ہوئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

تاریخ مشائخ چشت[1] جو ۱۳۹۵ھ کی تالیف ہے، اس کتاب میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے مشائخ کبار اور شیخ فریدالدین شکر گنج کے بعد اسی سلسلہ کی خاص شاخ (جس سے شیخ اور ان کے مشائخ کا تعلق رہا ہے) سلسلۂ صابریہ کے شیوخ کا تذکرہ ہے، جو خواجہ علاءالدین علی احمد صابر کلیری سے لے کر مولانا خلیل احمد صاحب پر منتہی ہوتا ہے، جن لوگوں کی سلاسل اور ان کے شیوخ کے تذکروں پر نظر ہے، وہ جانتے ہیں کہ ان کی سوانح اور حالات کی کڑیوں کے جمع کرنے میں تذکرہ نگاروں کو کیسی دقت پیش آتی ہے، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بعد ان کے قلم کو وسیع میدان ملا، اور انھوں نے تفصیل سے اپنے قریبی مشائخ کے حالات لکھے[2]۔

دوسری کتاب جس میں ان کا تاریخی ذوق نمایاں طور پر نظر آتا ہے، وہ ان کا غیر مطبوعہ رسالہ "المؤلفات والمؤلفین" ہے، جس میں معروف کتب حدیث و فقہ، اور معروف مؤلفین کے حالات، اور وہ حالات جن جن کتابوں میں ملتے ہیں، ان کے حوالے درج کئے گئے ہیں، اس کی ابتداء یکم جمادی الثانیہ ۱۳۴۷ھ کو ہوئی، اور اس کا سلسلہ ۱۳۸۰ھ تک اس وقت تک چلتا رہا جب تک آنکھیں کام دیتی رہیں، اس طرز کی تیسری تصنیف "الوقائع والدہور" ہے، جس میں عہد نبویؐ، خلافت راشدہ، اموی دور کے حالات درج کئے گئے ہیں، اس کی عہد کے لحاظ سے تین[3] جلدیں ہیں، اس کی ابتداء ۲۵ محرم ۱۳۴۲ھ میں ہوئی تھی، اس کا سلسلہ بھی ۱۳۸۰ھ تک جاری رہا، ان تاریخی تصنیفات سے شیخ کے تاریخی ذوق کا اظہار ہوتا ہے، جو ان کے ماحول اور مشاغل کے لحاظ سے ایک امتیازی چیز ہے۔

---

[1] ضخامت تین سو[359] انسٹھ صفحات، شائع کردہ کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور، سنہ طباعت ۱۳۹۳ھ (۱۹۷۳ء) [2] کتاب کے آخر میں کتاب کے ناشر مولوی محمد شاہد صاحب مظاہری نے خود حضرت شیخ کے حالات کا تکملہ شامل کیا ہے۔

حجاز کے زمانۂ قیام میں جب وہ چند در چند معذوریوں اور کثیر عوارض میں مبتلا تھے، انھوں نے فضائل زبان عربی پر ایک رسالہ لکھوانا شروع کر دیا، اس کی ابتداء ۲۵ر صفر ۱۳۹۶ھ قبیل ظہر مسجد نبوی میں ہوئی[1]، اس رسالہ کی تصنیف میں ان کو ایسا انہماک ہوا اور وہ ذہن و دماغ پر ایسا مستولی ہو گیا کہ انھوں نے مدینہ طیبہ سے اس ناچیز کے نام ایک خط لکھا جس سے اس کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے :-

"ان کے خط کی آرزو ہے ان کی آمد کا خیال کس قدر پھیلا ہوا ہے کاروبارِ انتظار

"ایک نہایت اہم ضروری مضمون پانچ چھ خطوں میں لکھوا چکا ہوں، وہ یہ کہ مجھے عربی زبان کی فضیلت پر ایک رسالہ لکھنے کا خیال چار ماہ سے ہو رہا ہے، یہ تو یاد نہیں کہ اس کا پس منظر بھی آپ کو لکھوا چکا ہوں، یا نہیں، مگر اس مضمون کی کوئی کتاب یہاں نہیں ملتی جس میں روایات حدیث ہوں، تقریباً دو ماہ ہوئے، جب آپ کی آمد کی پہلی خبر سنی تھی، اس وقت میں نے دو ادم دو تین خط لکھوائے تھے، اس مضمون کے کہ آپ کے یہاں کچھ رسائل ندوہ میں یا آپ کے پاس ہوں تو اپنے ہمراہ لیتے آویں، اور ہمراہ ہی واپس لیتے جائیں، نیز عزیزان رابع و واضح کو بھی یہ پیام آپ کے خط میں لکھوایا تھا کہ کسی آیت کی تفسیر میں دُرِ منثور یا کسی اور تفسیر میں روایات ہوں، تو وہ تلاش کر کے اس کے حوالے بھیج دیں، تو میں دوستوں سے اس کتاب کو تلاش کرواؤں[2]"۔

---

[1] کتاب کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا محرک ایک خواب تھا جس میں اشارۂ نبوی شامل تھا۔

[2] ۱۳ر فروری ۱۹۷۶ء۔

www.abulhasanalinadwi.org

فضائل وحکایات کے رسائل

یوں تو شیخ کی کل مطبوعہ وغیر مطبوعہ تالیفات کی تعداد سو سے زیادہ ہے[1] لیکن ان تصنیفات میں حکایات صحابہؓ اور کتب فضائل کو تبلیغی جماعتوں کے نصاب میں شامل ہونے اور افادۂ عام کی وجہ سے جو مقبولیت وشہرت حاصل ہوئی، اور ان سے امت کے ایک بڑے طبقہ کو جو فائدہ پہونچا اس کی نظیر کم از کم اردو کی دینی ودعوتی کتابوں میں ملنی مشکل ہوگی، بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے، کہ ان کے مطبوعہ نسخوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے، پھر ان سے جو دینی وعملی نفع پہونچا اس کے بارے میں ایک ممتاز معاصر عالم کا یہ کہنا مبالغہ آمیز نہیں معلوم ہوتا کہ "ان کے ذریعہ ہزاروں بندگان خدا ولایت کے درجہ تک پہونچ گئے"۔

ان کتابوں میں حکایات صحابہؓ کو خاص مقام حاصل ہے، جو اپنی تاثیر وافادیت میں خاص امتیاز رکھتی ہے، یہ کتاب حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری کی فرمائش پر لکھی گئی، وہ عرصہ سے شیخ سے اس کا تقاضہ فرما رہے تھے کہ حضرات صحابہؓ کے احوال سے ان کو عشق تھا، شیخ کا تدریسی وتصنیفی انہماک اس کا موقعہ نہیں دیتا تھا کہ اچانک ۱۳۵۷ھ میں شیخ کو سخت نکسیر کا دورہ پڑا، اور ان کو چند ماہ کے لئے دماغی کام سے روک دیا گیا، وہ بغیر کام کئے رہ نہیں سکتے تھے اس زمانہ میں انھوں نے "حکایات صحابہؓ" لکھی، جو

---

[1] ملاحظہ ہو آپ بیتی" نمبر ۲ کا آخری حصہ از ص ۱۴۳ تا ۱۶۳ اس میں خود حضرت شیخ کی زبان سے تالیفات ورسائل کا تعارف، موضوع اور ان کی ابتداء وانتہاء کی تاریخ ہے، سوانح کے اس باب میں تصنیفات پر عمومی واجمالی تبصرہ ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

۱۲ر شعبان ۱۳۵۸ھ کو مکمل ہوئی، یہ کتاب بے حد مقبول ہوئی، تبلیغی جماعت کے نصاب کا اہم جزء ہونے کے علاوہ وہ دینی و دعوتی حلقوں کی مقبول ترین نصابی و دعوتی کتاب ہے، زبان سلیس و شیریں، طرز بیان دل نشین، واقعات مؤثر نہ صرف رقت انگیز، بلکہ انقلاب انگیز ہیں۔

شیخ کا بڑا کارنامہ اور ان کی سعی مشکور فضائل کے رسائل و تصنیفات کی ترتیب و تالیف ہے، ہندوستان میں تبلیغی جماعت کے داعی اول و بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا یہ اعلیٰ درجہ کا تفقہ فی الدین، فراست ایمانی، اور دین کے عمیق فہم کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے مسلمان کی زندگی و عمل میں فضائل کی اہمیت و قوت اور سحر انگیزی کا ادراک کیا، اور انھوں نے اس حقیقت کو سمجھا کہ جو طاقت زندگی کے پہیہ کو تیزی کے ساتھ حرکت دیتی ہے، اور جس کے دم سے دنیا کا بازار گرم اور اس کی رونق قائم ہے، وہ "نفع" پر یقین ہے، یہی وہ یقین ہے کہ جو کسان کو سخت سردی کے موسم میں اپنے بستر سے اٹھا دیتا ہے، اور اندھیرے منہ کھیت میں پہونچا دیتا ہے، اور لو کے تھپیڑوں، اور سورج کی تپش میں کھیت جوتنے اور پسینہ بہانے کی قوت بخشتا ہے، یہی یقین ایک تاجر کو گھربار، راحت و آرام چھوڑ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہونے پر آمادہ کرتا ہے، وہی یقین ایک فوجی کے لئے موت کو آسان اور زندگی کو دشوار بنا دیتا ہے، جو چیز اس کو اپنی محبوب اولاد کو چھوڑ کر بے تکلف میدان جنگ میں چلے جانے پر اکساتی ہے، وہ نفع کا یقین اور مستقبل میں کسی فائدہ کی توقع ہے، اور یہی وہ محور ہے جس کے گرد زندگی کی چکی گھومتی ہے۔

لیکن اس یقین کے سوا ایک یقین اور ہے، جو اپنی انقلاب آفرینی اور قوت تاثیر میں اس یقین سے کہیں بڑھ کر ہے، جس کی مثالیں اوپر پیش کی گئی ہیں، یہ ان منافع کے حصول کا یقین ہے جس کی خبر انبیاء کرام اس دنیا میں لے کر آئے، اور وحی اور تمام

www.abulhasanalinadwi.org

آسمانی صحیفوں نے اس کی تصدیق اور تلقین کی جس کو ہم خدا کی خوشنودی، اور دنیا اور آخرت میں اعمال کے بدلے سے تعبیر کرسکتے ہیں[۱]"۔

فضائل کی احادیث میں اسی کو "ایمان واحتساب" سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اسی کو مؤمن کے عمل کے لئے سب سے بڑی قوت محرکہ ہونا چاہئے[۲]۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ "فضائل کا درجہ مسائل سے پہلے ہے، فضائل سے اعمال کے اجر پر یقین ہوتا ہے، جو ایمان کا مقام ہے، اور اس سے آدمی عمل کے لئے آمادہ ہوتا ہے، مسائل معلوم کرنے کی ضرورت کا احساس تو تب ہی ہوگا، جب وہ عمل پر تیار ہوگا، اس لئے ہمارے نزدیک فضائل کی اہمیت زیادہ ہے[۳]"۔

شیخ نے اس ضرورت کی تکمیل کے لئے "فضائل نماز" "فضائل رمضان" "فضائل قرآن" "فضائل ذکر" "فضائل حج" "فضائل صدقات" "فضائل تبلیغ" اور "فضائل درود" لکھیں، ان میں سے اکثر کتابیں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ایماء وحکم سے لکھی گئیں، "فضائل قرآن" اور "فضائل درود" شاہ محمد یسین صاحب نگینوی (یکے از خلفائے حضرت گنگوہیؒ) کی فرمائش سے لکھی، "فضائل حج" ۳ر شوال ۱۳۶۶ھ کو شروع کی، کتاب میں بڑے شوق انگیز واقعات، اور رقت انگیز اشعار ہیں، جو حج کے مقصد وروح سے خاص مناسبت

---

[۱] واوین کے درمیان کی عبارت مصنف کی کتاب "ارکان اربعہ" کے باب "روزہ" سے ماخوذ ہے، ملاحظہ ہو عنوان "فضائل اور اس کی قوت وتاثیر" ص ۲۶۵

[۲] صوم وقیام رمضان کے سلسلہ میں احادیث میں واضح طور پر یہ الفاظ آئے ہیں "من صام رمضان ایمانا واحتسابا الخ" ...... "من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا الخ"

[۳] ملفوظات حضرت دہلوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

رکھتے ہیں، اس لئے کتاب بڑی مؤثر ہے، اس کے ساتھ شیخ کا ذوق شعری اور حسن انتخاب بھی نمایاں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنان قلب وقلم دونوں ہاتھ سے چھوٹ گئے ہیں، مدینہ طیبہ حاضری کے آداب واشواق کو دل کھول کر لکھا ہے، جس سے کتاب "کاروان مدینہ کی حدی خوان" بن گئی، اسی طرح "فضائل صدقات" میں اہل قلوب اور رجال آخرت کے ایثار وتوکل، تحقیر دنیا اور شوق آخرت کے ایسے مؤثر واقعات جمع کر دیئے ہیں، جن سے مال ومتاع دنیا کی حقارت، آخرت کی عظمت واہمیت، اور شوق لقاء پیدا ہوتا ہے، غرض یہ سب کتب رسائل وفضائل بڑے مؤثر، دل پذیر اور شوق انگیز ہیں۔

شیخ کی تصنیفی جامعیت

عام طور پر جو لوگ علمی اور تحقیقی طرز کے عادی ہوتے ہیں، وہ خالص دعوتی و اصلاحی اور عام فہم طرز پر تصنیف وتالیف کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے، اور جو دوسرے طرز کے عادی ہو جاتے ہیں، وہ پہلے طرز میں اس کے آداب ومعیار کو قائم نہیں رکھ سکتے، لیکن شیخ کی دونوں طرز کی تصنیفات مؤثر اور کامیاب ہیں، پہلے طرز کا نمونہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا "اوجز المسالک" "مقدمہ لامع الدراری" "حجۃ الوداع وعمرات النبی صلے اللہ علیہ وسلم" اور علمی وتدریسی رسائل "جزء اختلافات الصلاۃ" "جزء اختلاف الائمۃ" اور "جزء المبہمات فی الاسانید والروایات" ہیں[1]، دوسرے طرز کا نمونہ "حکایات صحابہؓ" اور فضائل کے رسائل اور کتابیں ہیں، اور ان دونوں طرزوں کی جامع شمائل ترمذی کا ترجمہ "شرح خصائل نبویؐ" ہے، اس طرح شیخ بیک وقت مصنف ومحقق بھی نظر آتے ہیں،

[1] افسوس ہے کہ یہ سب رسائل غیر مطبوعہ ہیں، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "آپ بیتی" ۲ ص ۱۴۹-۱۵۰

www.abulhasanalinadwi.org

شارح حدیث اور مؤرخ بھی معلوم ہوتے ہیں، اور خالص داعی، مذکّر اور مختلف طبقات امت کے ان کی زبان میں مخاطب کرنے والے مصلح بھی نظر آتے ہیں۔

"وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء"

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت شیخ الحدیثؒ کا علمی مقام

ولادت و تعلیم

بیسویں صدی نے جن نادرۂ روزگار، یگانۂ وقت اور عباقر شخصیتوں کو جنم دیا ہے ان میں ایک نمایاں نام حضرت شیخ الحدیث زکریا صاحبؒ کا بھی ہے۔ یہ ایک عالم راسخ، مربی و مصلح دردمند، محقق و مصنف، محدث اور ایک باکمال بزرگ تھے، ان کا علم حدیث کے ساتھ والہانہ شغف، وابستگی و تعلق اور اس حوالہ سے ان کی خدمات اس قدر ہمہ جہت اور ہمہ رنگ تھی کہ بجا طور پر آپ کو شیخ الحدیث کے لقب سے نوازا گیا اور یہ لقب ان کے ساتھ ایسا چسپاں ہوا کہ اسم ذاتی پر اس لقب سے وہ زیادہ جانے جانے لگے، یہ عالی مقام شخصیت اس کا خانوادہ کاندھلہ سے تعلق رکھتی ہے جس میں توحید وربوبیت، اخلاص وللّٰہیت اور عشق رسول کی گویا روح پھونکی گئی، جن کے عظیم اور لاثانی کارناموں سے دنیا ایک مدت تک فیض یاب ہوتی رہی۔ مستجاب الدعوات، گمنام بزرگ حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ کے پوتے، بانیٔ تبلیغ، داعیٔ کبیر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کے بھتیجے، محدث وقت حضرت مولانا یحییٰ کاندھلویؒ کے فرزندِ ارجمند کی پیدائش ماہ رمضان کی گیارہویں شب ۱۳۱۵ھ میں کاندھلہ میں ہوئی۔ ڈھائی برس کی عمر تک کاندھلہ میں رہے۔ پھر گنگوہ حاضری ہوئی، جہاں آپ کے والد قطب عالم حضرت گنگوہیؒ کے خدمت میں رہا کرتے تھے اور یہیں سے آپ کی کشتِ جان میں سیرت و کردار اور اخلاق سازی کا وہ بیج بویا گیا جو آپ کی عظیم شخصیت کی شکل میں ایک تناور درخت بن کر ظاہر ہوا۔ سات سال کی عمر سے تعلیم کا آغاز ہوا۔ والد محترم کے عجیب وانوکھے طرزِ تربیت و تعلیم کے زیر اثر تمام نصابی کتابوں کی تکمیل ہوئی، پھر اس کے بعد علوم حدیث کے ساتھ اشتغال کا وہ مبارک دور شروع ہوا جو آپ کی شخصیت کا امتیاز ثابت ہوا۔ والد محترم ہی نے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر مشکوٰۃ شریف کی بسم اللہ کرائی، پھر اپنے اُستاذ محترم حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سے بھی دوبارہ حدیث کی تعلیم حاصل فرمائی اور اسی دوران اپنے مشفق وباکمال اُستاذ کے ساتھ بذل المجھود کی تالیف میں بھی شریکِ کار ہوگئے۔

تدریسی دور

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۳۳۵ھ میں جبکہ بیس سال کی عمر تھی مظاہر العلوم میں بحیثیتِ مدرس تقرری ہوئی۔ بہت جلد ہی ترقی کرتے ہوئے اعلیٰ درجات کی کتابیں پڑھانے لگے، پھر اپنے محبوب فن حدیث کی کتاب مشکوٰۃ پڑھانے لگے اور پھر ۱۳۴۴ھ میں اُستاذِ محترم حضرت شیخ خلیل احمد سہارنپوریؒ نے آپ کو شیخ الحدیث کے باوقار مسند پر بٹھایا اور ساتھ ہی چاروں سلسلوں میں بیعت وارشاد کی عام اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ چنانچہ شیخ الحدیث صاحبؒ اپنے فنِ حدیث کے ساتھ زندگی بھر کے اشتغال کو اس طرح ذکر فرماتے ہیں :

”۷/محرم ۱۳۲۲ھ کو ظہر کی نماز کے بعد میری مشکوٰۃ شریف شروع ہوئی، والد صاحب نے خود ہی ظہر کی امامت بھی کی تھی کہ اس زمانے میں نماز وہی پڑھاتے تھے، نماز کے بعد غسل فرمایا اور دو رکعت نفل نماز پڑھی، پھر میری طرف متوجہ ہو کر مشکوٰۃ شریف کی بسم اللہ کی اور خطبہ مجھ سے پڑھوایا، پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر پندرہ یا بیس منٹ تک بہت دعائیں مانگیں، مجھے نہیں معلوم کہ کیا دعائیں مانگیں، لیکن میں ان کی معیت میں اس وقت صرف ایک ہی دعا کرتا رہا کہ یا اللہ حدیث پاک کا سلسلہ بہت دیر میں شروع ہوا ہے اسے مرنے تک وابستہ رکھئے، اللہ جل شانہٗ نے میری ناپاکیوں، گندگیوں اور سیئات کے باوجود ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ ۱۳۲۲ھ سے ۱۳۹۰ھ تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں حدیثِ پاک کا مشغلہ نہ رہا ہو“۔ (۱)

تصنیف و تالیف

ویسے تو آپ کی بے شمار مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصنیفات ہیں جن کا آغاز آپ نے اپنے زمانۂ طالبِ علمی ہی سے شروع کر دیا تھا، جن کا مفصل ذکر شیخ صاحب نے آپ بیتی میں فرمایا ہے، چند مشہورِ زمانہ تصنیفات کا ہم ذکر کرتے ہیں۔

(۱) آپ بیتی : ص ۱/۹۱-۹۲

عربی تصانیف

○ بذل المجهود کی تالیف میں شرکت

جیسا کہ ابھی مذکور ہوا ۱۳۴۴ھ میں حضرت شیخ نے حضرت سہارنپوری سے دوبارہ دورہ حدیث پڑھی، ابھی درس کے آغاز پر دو ہی مہینے گذرے تھے کہ ایک دن حضرت سہارنپوریؒ نے شیخ صاحب سے ابوداؤد پر ضروری تشریح نوٹس کے لکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا، جو تکمیلی مرحلہ سے گذر کر پانچ ضخیم جلدوں میں بذل المجہود کے نام سے منصۂ شہود پر آئی، حشو وزوائد سے پاک نہایت ہی سلیس ونفیس طرزِ نگارش کی وجہ سے بہت ہی جلد مقبولیت عام حاصل کر گئی۔ اس کتاب کا طرزِ تالیف یہ ہوتا تھا کہ حضرت سہارنپوری شروح حدیث اور مآخذ کی نشاندہی فرماتے، حضرت شیخ ان کا مطالعہ کرکے اور متعلقہ مواد جمع کرکے لے آتے جسے حضرت سہارنپوری مصنفانہ حیثیت سے لکھواتے۔ تسوید وتحریر کا کام بھی حضرت شیخ انجام دیتے۔ یہ تصنیف ہی دراصل آپ کے عروج واقبال کا وہ نقطۂ آغاز ثابت ہوئی جس نے آپ کے اندر مصنفانہ لیاقت پیدا کردی اور آپ تصنیف وتالیف کے ذوق سے واقف ہوگئے اور فن حدیث میں آپ کی نظر گہری اور وسیع ہوتی گئی۔

○ أوجز المسالك إلى موطا مالك

حضرت شیخ صاحبؒ نے اس کتاب کی تالیف اس وقت شروع فرمائی تھی جبکہ آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی۔ یکم ربیع الاول ۱۳۴۵ھ کو آپ نے اقدام عالیہ میں بیٹھ کر اس مبارک کام کا آغاز فرمایا، چنانچہ اللہ عزوجل نے ایسی بے بہا برکت عطا فرمائی کہ چند ماہ کے اندر اتنا کام ہوگیا کہ جو ہندوستان کے قیام میں کئی سال میں نہ ہوسکتا تھا، چنانچہ ابواب الصلوۃ تک تحریری کام ہوا تھا کہ مدینہ سے واپسی عمل میں آئی، پھر ہندوستان میں طویل وقفوں کے درمیان یہ اہم علمی کام جاری رہا۔ تقریباً تیس سال کی محنت شاقہ اور کدو کاوش کے بعد ۲۸؍ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ میں چھ ضخیم جلدوں میں منظر عام پر آئی۔ یہ کتاب موطا امام مالک کی سب سے جامع اور مفصل شرح ہے جو لوگوں کو دیگر شروحات وحواشی کی ورق گردانی سے بے نیاز کردیتی ہے، عرب علماء نے بھی شیخ کی اس تالیف کو خوب سراہا ہے اور اب آپ کے عزیز شاگرد حضرت مولانا تقی الدین ندوی مدظلہٗ کی تحقیق دقیق کے ساتھ ۱۸؍جلدوں میں زیور طباعت سے آراستہ ہوکر جدید علمی وتحقیقی معیار کے ساتھ منظر عام پر آئی ہے۔

○ لامع الدراري على جامع البخاري

لامع الدراری دراصل یہ فقیہ النفس، محدث عصر، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (ف ۱۳۲۳ھ) کے درسی افادات کا مجموعہ ہے جو ان کے خادم خاص اور تلمیذ رشید حضرت مولانا یحییٰ کاندھلویؒ نے (ف ۱۳۳۴ھ) درس بخاری کے دوران قلمبند فرمائے تھے، جس میں جامع بخاری کے رموز واصطلاحات کی مکمل شرح اور اس کے مشکل مقامات کا حل پیش کیا گیا ہے؛ لیکن شیخ الحدیث صاحبؒ نے اپنے والد کے ان درسی نوٹس کو اپنے مفصل اور مفید حواشی وتعلیقات کے ذریعہ اور بھی چار چاند لگادیا ہے اور ایک علمی شاہکار اور جامع شرح کی حیثیت سے اربابِ علم کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ لگانے کیلئے ان تینوں حضرات کا نام لینا ہی کافی ہے جو اپنے وقت کے پائے کے محدث تھے۔

○ الأبواب والتراجم

یہ کتاب دراصل صحیح بخاری کے ابواب وتراجم کی تفصیلی شرح ہے۔ اس کتاب میں ان قواعد اور اصولوں پر بالتفصیل بحث کی گئی ہے جن سے ابواب وتراجم اور ابواب بلاتراجم کی احادیث کو باب سے تطبیق دی جاتی ہے۔ امام بخاری کے تراجم ہر دور میں پیچیدہ اور مشکل سمجھے گئے ہیں۔ ان ابواب وتراجم کے مختلف ادوار میں کسی نے چودہ اور کسی نے پندرہ اُصول بیان کئے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے دونوں رسائل کو سامنے رکھ کر نیز شراح بخاری کی آراء اور حضرت گنگوہیؒ کے تراجم کی تحقیقات سب کو شامل کرکے اپنی ذاتی تحقیق وتنقیح سے ان اصولوں کی تعداد سترہ بیان کی ہے۔ پھر ان اُصولوں کی روشنی میں ابواب وتراجم کے درمیان تطبیق کا کام کیا ہے۔

○ الكوكب الدرّي

یہ بھی دراصل قطب الاقطاب حضرت گنگوہیؒ کے ترمذی کے افادات ہیں، جسے حضرت مولانا یحییٰ صاحبؒ نے دورانِ درس عربی میں تحریر فرمایا تھا۔ حضرت شیخ نے اس پر حواشی کا اضافہ فرماکر اس کے مشکل اور پیچیدہ مقامات کی وضاحت کے ذریعے اور ائمہ کے اختلافات اور وجوہ اختلاف کو لکھ کر اسے ایک مستقل تصنیف اور اخذ واستفادہ کے قابل بنایا ہے۔

○ جزء حجة الوداع والعمرات

یہ بھی حضرت کی عربی تالیف ہے، جسے انہوں نے مشکوۃ کی تدریس کے دوران محض ایک دن اور ڈیڑھ رات میں تحریر فرمایا، اس کتاب کو اس موضوع پر دیگر کتب کے مقابلہ میں اس وجہ سے امتیاز

حاصل ہے کہ اس میں اس موضوع سے متعلق تمام ان مباحث کو یکجا کر کے پیش کیا گیا ہے جن کا تعلق حجۃ الوداع کے مبارک اور نورانی سفر سے ہے۔ یہاں تک کہ منازلِ سفر کی تحدیدؔ ان کے نام اور اس سفر میں پیش ہونے والے مبارک مقامات وواقعات کی بالتفصیل نشاندہی کی گئی ہے۔

اُردو تصانیف

○ مجموعۂ فضائلِ اعمال

یہ آپؒ کی سب سے زیادہ مقبول ترین کتاب ہے جو اس وقت قبولیت عام کی وجہ سے محتاج تعارف نہیں رہی ہے۔ یہ نو قیمتی کتابوں (حکایات صحابہؓ، فضائل نماز، فضائل تبلیغ، فضائل ذکر، فضائل قرآن مجید، فضائل رمضان، فضائل درود شریف، فضائل صدقات، فضائل حج) اور ایک فکری مضمون (مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج) کا مجموعہ علم ومعرفت کا گنجینہ اور مرقعۂ درس عبرت؛ دنیا کے اکتیس زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ کتاب کا ایک ایک لفظ نہ جانے اخلاص وللٰہیت کی کس چاشنی میں ڈوبا ہوا ہے، جس نے ایک بار چکھا وہ اس کا دلدادہ اور گرویدہ ہو کر رہ گیا۔ بقول علامہ ندویؒ
''ان کتابوں کے ذریعہ ہزاروں بندگانِ خدا ولایت کے درجہ پر پہنچ گئے''۔(۱)

○ الاعتدال فی مراتب الرجال ''اسلامی سیاست''

یہ بھی حضرت کی دعوتی واصلاحی کتاب ہے جس سے آپ کی وسیع النظری، اعتدالِ فکر اور بزرگوں کے احترام وعقیدت کے پاس ولحاظ کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کتاب اسلامی سیاست کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔ اس کتاب کا محرک دراصل یہ ہوا کہ ۱۳۵۶ھ اور اوائل ۱۳۹۷ھ میں کانگریس اور لیگ کے درمیان اختلافات اس قدر شدید رخ اختیار کر گئے کہ دونوں جانب کے اکابر پر گستاخیاں اور بے ادبیاں ہونے لگی۔ بات اس حد تک بڑھ گئی کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز سے گریز کیا جانے لگا، چنانچہ آپ نے ایک طالب علم کے خط کے جواب میں یہ مفصل تحریر اسلام میں سیاسی اختلافات کی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے لکھا۔

(۱) ایک عالمی اور بین الاقوامی کتاب فضائل اعمال

○ آپ بیتی

آپ بیتی کے سات اجزاء دو جلدوں میں منظر عام پر آ چکے ہیں۔ یہ آپ بیتی پون صدی کی ایک جیتی جاگتی اور منہ بولتی تصویر ہے۔ کہنے کو تو یہ آپ بیتی خودنوشت سوانح حیات ہے، خودنوشت سوانح حیات، سرگذشت حیات کے اظہار کا ذریعہ ہوتی ہے مگر یہ یہاں اظہار ذات اس قدر ہمہ پہلو اور ہمہ جہت ہے کہ یہ طالبانِ علوم نبویہ، مریدین باصفا، علماء واساتذہ، مشائخ وپیران طریقت اور اولیاء واتقیاء کے تذکروں کا گنج گرانمایہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے قلب ووجدان کو جلا پہنچتی ہے اور سعید روحیں عبرت وموعظت حاصل کرتی ہیں۔

○ فضائل نبوی شرح شمائل ترمذی

شمائل ترمذی حضور اکرم ﷺ کے اخلاق وشمائل پر سب سے جامع حدیث کی کتاب ہے۔ حضرت شیخؒ نے اس کا اردو میں ترجمہ اور تشریح فرمائی، جس سے ہر عام وخاص کیلئے اس سے استفادہ اور انتفاع آسان ہو گیا ہے۔

ہم نے حضرت کے علمی مقام کو واضح کرنے کیلئے ان کی چند ایک تصانیف کی مع تعارف نشاندہی کی ہے، ورنہ حضرت کے تصانیف بقول مولانا شاہد صاحب (نواسۂ شیخ الحدیث):

۱۔ راقم سطور کے جائزہ اور تحقیق کے مطابق حضرت کی جملہ تالیفات ۱۰۳ ہیں جن میں ۴۲ اب تک طبع ہو چکی ہیں اور بقیہ ۶۱ غیر مطبوعہ ہیں۔ یہ تالیفات فن اور موضوع کے اعتبار سے اس طرح بھی شمار کی جاسکتی ہیں:

(۱) علم تفسیر	۲ رکتابیں	(۲) علم حدیث	۶۰ رکتابیں
(۳) علم فقہ واصول فقہ	۴ رکتابیں	(۴) علم تاریخ وسیرت	۲۲ رکتابیں
(۵) علم تجوید وقرأت	۲ رکتابیں	(۶) علم نحو، منطق وسیرت	۳ رکتابیں
(۷) علم سلوک واحسان	۳ رکتابیں	(۸) دفاع اسلام	۴ رکتابیں
(۹) متفرق مضامین	۳ رکتابیں		

کل میزان ۱۰۳ رکتابیں

حضرت شیخؒ کا علمی مقام علمائے عرب وعجم کی نظر میں

حضرت شیخ کے فضل وکمال اوران کے علمی مقام کی ایک واضح دلیل اور سچی شہادت یہ بھی ہے کہ اس وقت کی بڑی بڑی ہستیوں نے آپ کے ان علمی کارناموں کو بنظر تحسین دیکھا ہے اوران کاموں کو خوب سراہا ہے۔ ہم یہاں چیدہ اور اکابر علماء کے چند آراء واقوال کونقل کئے دیتے ہیں جس سے آپ کے رتبے کی بلندی اورقد کی درازی کا خوب پتہ چلتا ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری متوفی ۱۳۴۶ھ

حضرت شیخ کا جب بھی ذکرآئے گا تو ساتھ ہی سب سے پہلے جس بزرگ شخصیت کا نام ذہن میں آئے گا، وہ حامیٔ سنت، قاطعِ بدعت، محدث وعلامہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحبؒ "بذل المجهود" کی ہوگی۔ آپ کے تلمیذ اقرب، فیضاب اورتربیت یافتہ تھے۔ حضرت سہارنپوریؒ نے آپ کوخرقۂ خلافت سے بھی نوازا تھا۔ وہ آپ کے علم وقابلیت کے اس قدر قدرداں اورمعترف تھے کہ آپ کوشیخ الحدیث کے منصب کی آپ نوعمری ہی میں پیشکش کی تھی اور بذاتِ خودانہیں ان کے علوم حدیث پروسیع نظر کی وجہ سے شیخ الحدیث کے خطاب سے نوازا۔

۱۳۴۱ھ میں جو کہ حضرت شیخ کی نوعمری کا زمانہ تھا اوران کی عمر ۲۶ سال سے متجاوز نہیں ہوئی تھی، حضرت مولانا سہارنپوریؒ نے ان کو بخاری شریف کے تین پارے پڑھانے کیلئے دیئے۔ شیخ کو اس پر تأمل ہوااورخودکونوعمر کہہ کرمعذرت کرنی چاہی تو اس پر مولانا سہارنپوریؒ نے فرمایا :

نوعمرلڑکے کو میں ہی جانوں، دوسرے لوگ کیا جانیں، اگرکوئی الزام دے گا تو مجھے دے گا تمہیں تونہیں دے گا۔(۱)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ متوفی ۱۳۶۲ھ

حضرت تھانویؒ حضرت شیخ کے علمی مرتبہ کےقدرداں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ان کے ساتھ خصوصی توجہ اورشفقت کا معاملہ فرماتے۔ حضرت شیخؒ حضرت تھانویؒ آپ کے ساتھ خصوصی رعایت اورآپ کی قدروعظمت، آپ کی محنت، لگن اورعلمی جستجو کے اس قدرمعترف تھے کہ آپ بیتی میں لکھتے ہیں :

(۱) حیاتِ خلیل: ص/۶۰۶

میں نے (حضرت شیخ) نے ایک مرتبہ بہت قلق کے ساتھ حضرت حکیم الامت سے عرض کیا کہ لوگ تو بہت دوردور سے حاضر ہوتے ہیں لیکن یہ ناکارہ یہاں رہ کر (اس وقت یہ وہاں پروف ریڈنگ اور بذل کی طباعت کی غرض سے قیام فرمائے تھے) بھی خدمت میں حاضرنہیں ہوتا، حضرت حکیم الامت نے ایسا جواب مرحمت فرمایا کہ میری مسرت کیلئے مرنے تک کافی ہے۔ حضرت نے فرمایا: مولوی صاحب! اس کا آپ فکرنہ کریں، آپ اگرچہ میری مجلس میں نہیں ہوتے، مگرمیں ظہر سے عصرتک آپ ہی کی مجلس رہتا ہوں میں باربارآپ کودیکھتا ہوں اوررشک کرتا ہوں کہ کام تویوں ہوتا ہے، میں آپ کوظہر سے عصرتک اپنے اوراق سے سراٹھاتے نہیں دیکھتا۔(۱)

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ متوفی ۱۳۷۷ھ

حضرت شیخ کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام کی محبت ومودت اور روابط وتعلقات کی بھی عجیب داستان ہے۔ حضرت شیخ آپ بیتی میں صفحہ ۳۹۳ سے صفحہ ۴۲۰ تک صفحات میں ان کا ذکر فرمایا ہے :

"یہ بھی ان کی علمی لیاقت کے نہایت معترف تھے، چنانچہ جب حضرت شیخؒ نے موطا کی شرح لکھی تواس کتاب کی بہت تعریف وتوصیف فرمائی تھی۔ حضرت شیخؒ نے اس حوالہ سے آپ بیتی میں ایک واقعہ لکھا ہے: "ایک مرتبہ حضرت قدس سرہ نے میری دیوبند حاضری پر یہ ارشادفرمایا کہ تم نے اوجز کے کتاب الحج میں ایک ایسی اچھی بات لکھی ہے، جس سے دل بہت خوش ہوااورامام بخاری کے بہت سے اعتراضات تمہاری تقریر سے اُٹھ گئے"۔(۲)

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب "اوجز" طبع بھی نہیں ہوئی تھی۔ حضرت مدنی کو اسے دیکھنے اور مطالعہ کرنے کا بہت شوق تھا۔ حضرت شیخ لکھتے ہیں :

"ایک مرتبہ بہت ہی قلق سے فرمایا کہ میرے سامنے طبع ہوجاتی، تو میں بھی متمتع ہوتا، میرے بعدطبع کروگےتو ہمیں کیافائدہ ہوگا"۔(۳)

مولانا محمد الیاسؒ متوفی ۱۳۶۲ھ

آپ نہ صرف حضرت شیخ کے چچا تھے بلکہ ان کی پرورش وپرداخت اورتعلیم وتربیت میں آپ کے

(۱) آپ بیتی : ۳۵۹/۱ (۱) آپ بیتی : ۴۰۴/۱ (۱) آپ بیتی : ۴۰۴/۱

والد حضرت یحییٰ صاحب کے ساتھ برابر شریک رہے ہیں۔ ان کو حضرت شیخ کے علم واستعداد پر اس قدر اعتماد تھا کہ حضرت شیخ نے فضائل پر جو کتابیں اور رسائل تصنیف فرمائے ہیں ان میں سے اکثر کتابیں انہیں کے ایماء وحکم سے لکھی گئیں۔(۱)

مولانا مناظر احسن گیلانی متوفی ۱۳۷۵ھ

حضرت شیخ کی عظیم الشان تصنیف ''اوجز المسالک'' کو ممتاز عالم دین، اردو زبان کے صاحبِ طرز ادیب اور انشاء پرداز مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا :

''جنابِ والا کی کتاب ''اوجز المسالک'' کا خاکسار یوں تو سرسری مطالعہ پہلے بھی کیا تھا، لیکن حال میں موطا پڑھاتے ہوئے اس کتاب کے تفصیلی مطالعہ کا موقع ملا، بے اختیار بار بار جی چاہا کہ اس عظیم علمی خدمت پر آپ کو مبارکباد دوں، بعض چیزیں آپ کی کتاب میں ایسی ہیں جو شاید اس کتاب کے سوا کم از کم مجھے تو نہیں ملی تھیں۔ چند دن ہوئے قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں آپ کی بعض تعبیروں اور ائمۂ امصار کے بعض مذاہب کی نشاندہی میں آپ کی وسعتِ نظر سے دل بڑا خوش ہوا۔(۲)

جامع ترمذی پر حضرت گنگوہیؒ کی تقریر ''الکوکب الدُرّی'' جب حضرت شیخ کے حواشی واہتمام کے ساتھ شائع ہوئی تو مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے ایک ملاقات میں حضرت شیخ سے کہا:

''جسمانی ملاقات اگرچہ پہلی مرتبہ ہو رہی ہے مگر روحانی ملاقات روزانہ ایک گھنٹہ رہتی ہے، جب سے ''الکوکب الدری'' طبع ہوئی ہے۔ ترمذی پڑھانے کیلئے ایک گھنٹہ اس کا مطالعہ بہت اہتمام سے کرتا ہوں، گویا آپ کی مجلس میں رہتا ہوں۔'' (۳)

شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب متوفی ۱۳۷۴ھ

عربی زبان وادب کے نکتہ شناس اور رمز آشنا ''نفحة العرب'' جیسی کتاب کے مصنف اور دیوانِ متنبی اور دیوانِ حماسہ جیسی اہم کتابوں کے محشی، شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے ''الکوکب الدُرّی'' کے مطالعہ کے بعد حضرت شیخ کو یہ مکتوب ارسال فرمایا تھا :

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا : ص/۲۵۲ (۲) فہرستِ تالیفات :۱/۵۸
(۳) فہرستِ تالیفات: ۳/۷۲

''الکوکب الدُرّی کی دونوں جلدوں کے مطالعہ سے ابھی فارغ ہوا ہوں اور سخت مشکل میں ہوں کہ اگر تعریف کروں تو چھوٹا منہ بڑی بات ہے اور اگر سکوت کروں تو کفرانِ نعمت کے مشابہ، اس سے زیادہ کیا عرض کروں کہ آپ نے ترمذی پڑھانا آسان کر دیا۔(۱)

مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ متوفی ۱۴۰۵ھ

نہایت ہی محقق عالم، متعدد بلند پایہ کتابوں کے مصنف، ''رسالہ برہان'' کے مدیر تھے۔ یہ شیخ الحدیث کے علمی رسوخ اور گہرائی وگیرائی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''مذکورہ بالا ان تمام چیزوں پر غور وفکر کیجئے تو صاف نظر آئے گا کہ بنوعِ علم اور تالیفات کی کمیت وکیفیت کے اعتبار سے حضرت شیخ اپنے وقت کے ابن جوزی اور غزالی تھے اور علماء عصر وحاضر میں بجز مولانا عبدالحئی فرنگی محلیؒ کے کسی کو ان کے مثیل وقرین نہیں قرار دیا جاسکتا۔''(۲)

حضرت مولانا یوسف بنوریؒ متوفی ۱۳۹۷ھ

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری کے خاص تلامذہ میں سے اور ان کے علوم کے ترجمان تھے ''معارف السنن'' کی تصنیف ان کا بڑا کارنامہ ہے۔ حضرت شیخ کی کتاب جزء حجة الوداع پر انہوں نے مقدمہ لکھا ہے۔ اخیر میں تحریر فرماتے ہیں، عربی تحریر کا ترجمہ ہے :

''مگر یہ کہ اسلاف میں کچھ باقی ماندہ لوگ تھے، جو بعد کے دور میں نمودار ہوئے، جنہوں نے علم وفقہ کے میدان میں قابل قدر کوششیں انجام دیں۔ یہ لوگ اپنے علم وفضل اور بزرگی وخدا ترسی سے اسلاف کی تصویر پیش کرتے ہیں اور اس بابرکت اور روح پرور دور کی یاد دلاتے ہیں۔ انہی افراد میں اپنی علمی اور عملی کمالات میں قابل رشک اور منفرد شخصیت، بہترین اور نفع بخش کتابوں کے مصنف، عمدہ وبیش قیمت حواشی کے محشی حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی سہارنپوری ہیں۔''

الشیخ السید علوی المالکیؒ

اس دور کے مالکی علماء میں بڑا اہم مقام اور بلند درجہ رکھتے تھے، حضرت شیخ اور ان کی کتاب ''اوجز'' کی نسبت ان کے تاثر کو علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے :

(۱) فہرستِ تالیفات : ۳/۷۹ (۲) الفرقان : ص/۹۹

''مکہ معظمہ میں سید علوی ایک مالکی مدرس ہیں، ابھی جوان ہیں، مگر ماشاء اللہ بہت فہیم وذی علم ہیں، سلسلۂ کلام میں آپ کی شرح موطا امام مالک کی بہت تعریف فرمائی''۔(۱)

اُن ہی کے بارے میں مولانا علی میاں صاحبؒ لکھتے ہیں :

''میں نے علامہ حجاز مفتی مالکیہ سید علوی مالکی سے جو نہ صرف حجاز بلکہ اپنے دور کے نہایت متبحر اور وسیع النظر عالم تھے اور وسعت علم اور استحضار میں ان کو علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، اوجز کی تعریف سنی، وہ اس پر تعجب کا اظہار کرتے تھے کہ خود مالکیہ کے اقوال ومسائل کا اتنا گہرا علم اور اتنی صحیح نقل موجب حیرت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر شیخ زکریا مقدمہ میں اپنے کو حنفی نہ لکھتے و میں کسی کے کہنے سے بھی ان کو حنفی نہ مانتا، میں ان کو مالکی بتاتا؛ اس لئے کہ اوجز المسالک میں مالکیہ کی جزئیات اتنی کثرت سے ہیں کہ ہمیں اپنی کتابوں میں تلاش کرنے میں دیر لگتی ہے۔(۲)

شیخ عبدالفتاح ابوغدۃؒ

عالم عرب کے اس زمانے کے مشہور عالم ومحدث تھے، انہوں نے ایک مکتوب میں ''اوجز'' کے تعلق سے اپنے تاثرات یوں قلمبند فرمائے ہیں جس کا ترجمہ پیش ہے :

''یعنی موطا کی اس شرح کے ذریعہ آپ نے دلوں اور سینوں کو کھول دیا اور عقلوں اور نگاہوں کو روشن کردیا اور مستفیدین کے فائدہ رسانی میں کوشش صرف کی ہے۔''(۳)

شیخ محمد عبداللہ التنبکیؒ

شیخ عبداللہ حرم نبوی ﷺ کے اِمام اور عالم وفاضل شخص تھے، انہوں نے حضرت شیخ کی تالیف ''اوجز المسالک'' کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں لکھا ہے جس کا ترجمہ پیش ہے :

''اس کا سوتا ایسے عالم کے قلم سے پھوٹا ہے جو علم کا سمندر ہے، اس لئے اس کی ہر سطر ایک کتاب کے درجے میں بھی ہو تو اس پر کوئی تعجب نہیں، وہ ایک شیریں سمندر ہے۔ باریکیوں کے سمندر کا سنگم ہے، عاملین ومحدثین کا گنجینہ ہے۔ منتخب موتی ہے اور نیکوکاروں کا باغ ہے۔''(۴)

---

(۱) فہرستِ تالیفات : ۴۵/۱ (۲) فہرستِ تالیفات : ۴۵-۴۲/۱
(۳) فہرستِ تالیفات : ۸۲/۱ (۴) فہرستِ تالیفات : ۴۷/۱

گذشتہ صفحات میں آپ کے حیات کے ضمن میں ان باتوں کا جو تذکرہ آیا ہے، مقصود اس سے آپ کے علمی مقام کا بتلانا تھا ورنہ تو آپ کی زندگی اس قدر ہمہ جہت ہے اور آپ نے اس قدر مختلف اور متنوع میدانوں میں اپنے علم وعمل کے جوہر دکھائے ہیں کہ اس کیلئے ایک ضخیم تالیف کی ضرورت ہوگی۔

وفات

وادیٔ علم وتحقیق کی آبلہ پائی اور دعوت واصلاح میں جگر کاوی کرتا ہوا یہ بندۂ خدا، اسی ذات کی عشق ومحبت میں جس کے اقوال واعمال اور حرکات وسکنات کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے تھا، اسی نبیٔ آخر الزماں کی سرزمین مدینۂ طیبہ میں اپنی جانِ آفرین کے حوالہ کردیا اور وہیں پیوندِ خاک ہوگیا۔

یکم شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۴ رمئی ۱۹۸۹ھ کو پیر کے دن شام کے پانچ بجکر چالیس منٹ پر مدینہ منورہ میں حضرت اقدس شیخ الحدیث کا وصال ہوا۔ کچھ کم ۸۷ سال کی عمر ہوئی۔ قبل نمازِ عشاء جنازہ باب السلام سے حرم شریف لے جایا گیا۔ بعد نمازِ عشاء حرمِ شریف کے اِمام شیخ عبداللہ زاحم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنازہ کو باب جبرائیل سے جنت البقیع کی طرف لے چلے۔ ہجوم بے پناہ تھا۔ قبرِ شریف حضرت شیخ کے منشا کے مطابق اہل بیت کے احاطہ اور حضرت سہارنپوریؒ کی قبرِ شریف کے قریب تیار کی گئی۔ وہیں حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ کے سایۂ عاطفت میں، صحابہ واہل بیتؓ اور اکابرِ اُمتؒ کے زیر سایہ قیامت تک کیلئے آسودۂ خاک ہوئے اور عمر بھر کی وہ تمنا پوری ہوئی جس کے خاطر شب وروز بے قرار وبے چین رہے اور بقول جگر مرادآبادی :

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

***

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد: حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا الحاج محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی کی پوری حیات طیبہ کو تین اہم باتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور تزکیہ و اصلاح خلق، کوئی شک نہیں کہ انھوں نے ان تینوں کا مکمل طریقہ سے حق ادا کر دیا اور بتلا دیا کہ درس و تدریس (جو انتہائی انضباط وقت اور ذہنی سکون کو چاہتا ہے، تصنیف و تالیف جو انتہائی یک سوئی اور دل و دماغ کی تمام قوتوں کی طالب ہوتی ہے اور تزکیہ نفس و اصلاح خلق جیسا بلند ہمتی چاہنے والا عظیم کام) ان سب کو باہم جوڑا بھی جا سکتا ہے۔

ان میں تیسرے اور آخری باب کے متعلق زیادہ وضاحت اس وجہ سے نہیں کی جا سکتی کہ اس کا کوئی ریکارڈ ہمارے پاس موجود نہیں۔ کوئی رجسٹر اور یادداشت ایسی نہیں جن کے دیکھنے سے یہ پتہ چل جائے کہ اس طویل عرصہ میں (جس کا سلسلہ الحمد اللہ اب بھی زور شور سے جاری ہے) کتنی بڑی مخلوق نے حضرت شیخ کے دامن سے وابستگی اختیار کی اور کتنے ہزاروں افراد نے اپنے دل کی دنیا بدل ڈالی۔

ہاں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ بہت کم ہوں گے وہ مقامات جہاں ان کے منتسبین وفیض یافتہ موجود نہ ہوں اور ان سے تعلق اور روحانی رشتہ رکھنے والے نہ ہوں۔

لیکن اول کے دو باب یعنی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور مزید لکھا جا سکتا ہے۔

مختصراً چند سطور میں اعداد و شمار کی حیثیت سے یہاں بھی لکھا جاتا ہے۔

آں مخدوم کی تعلیم کا آغاز ۱۳۲۵ھ سے ہو کر ۱۳۳۶ھ پر منتہی ہوا۔ اساتذہ کی فہرست میں حضرت اقدس سہارن پوری، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی، والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی، مولانا عبدالوحید صاحب سنبھلی، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب ہیں۔ اس کے بعد پڑھانے کا دور شروع ہوا جو محرم الحرام ۱۳۳۵ھ سے لے کر ۱۳۸۸ھ تک مسلسل چون (۵۴) سال چلتا رہا۔ گویا نصف صدی سے زائد کا یہ عرصہ مظاہر العلوم کی خدمت اور اس کو پروان چڑھانے میں گزر گیا

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اس مدت میں حضرت والا نے پینتیس (۳۵) کتابوں کا درس دیا جن میں علم الصیغہ اورنحو میر جیسی ابتدائی کتابوں سے لے کر بخاری شریف اور ابوداؤد شریف جیسی بلند پایہ کتابیں شامل ہیں۔ان میں سے بعض کتابیں بلکہ تقریباً سب ہی مکرر سہ کرر پڑھائیں۔

چنانچہ ''نورالانوار'' تین مرتبہ' مشکوٰۃ شریف تین مرتبہ' ''ابوداؤد شریف'' تقریباً تیس مرتبہ' ''بخاری شریف'' صرف جلد اوّل پچیس مرتبہ اور کامل دونوں جلدیں سولہ مرتبہ پڑھانے کی سعادت ملی۔اس طور پر طلباء کی بہت بڑی تعداد نے آپ سے حدیث شریف پڑھی اور آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔[1]

آپ کے کتنے ہی باکمال شاگردان رشید ایسے ملیں گے جنھوں نے اپنی تعلیم سے فراغت پاکر مسند درس و تدریس سنبھالی اور دین وعلم دین کی وقیع خدمات انجام دیں۔ان میں ایک بڑی تعداد ان اصحاب دل کی بھی ہے۔

جنھوں نے حضرت شیخؒ زاد مجدہٗ کے دست مبارک پر بیعت ہوکر سلوک وتصوف کے بیش قدر اعلیٰ مراحل طے کیے اور روحانیت کے بلند مقامات پر فائز ہوکر اس نعمت الٰہیہ اور عطیہ ربانیہ کے قاسم بنے۔ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب زادہ مجدہٗ ' مولانا اظہار الحسن صاحب استاذ حدیث مدرسہ کاشف العلوم دہلی۔مولانا الحاج مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مفتی اعظم و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند' مولانا الحاج منور حسین صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم لطیفی کیٹہار' مولانا عبدالجبار صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد۔مولانا اکبر علی صاحب سہارنپوری سابق استاذ مظاہر علوم حال استاذ الحدیث دارالعلوم کراچی (پاکستان) مولانا الحاج عبید اللہ صاحب بلیاوی استاذ الحدیث مدرسہ کاشف العلوم دہلی۔مولانا الحاج مفتی مظفر حسین صاحب استاذ حدیث و نائب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم۔مولانا محمد یونس صاحب جونپوری۔شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔مولانا الحاج محمد عاقل صاحب استاذ الحدیث و صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور۔مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلندشہری حال استاذ حدیث دارالعلوم کراچی (پاکستان) مولانا محمد سلیمان صاحب استاذ حدیث مظاہر العلوم'

---

[1] یہ تعداد ان کتب کی ہے جو باضابطہ مدرسہ کی جانب سے مدرسہ کے اوقات میں پڑھائیں۔خارج اوقات میں جو کتب پڑھائیں وہ اس شمار سے باہر ہیں۔شاہد غفرلہ

مولانا تقی الدین صاحب استاذ حدیث و نائب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم۔مولانا محمد یونس صاحب جونپوری۔ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔مولانا الحاج محمد عاقل صاحب استاذ الحدیث و صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور۔مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری حال استاذ حدیث دارالعلوم کراچی (پاکستان) مولانا محمد سلمان صاحب استاذ حدیث مظاہر علوم' مولانا تقی الدین صاحب استاذ حدیث' مولانا بشیر اللہ صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم تانبوے (رنگون)۔

یہ وہ اسماء ہیں جو ارتجالاً بغیر کسی تلاش وتحقیق کے نوک قلم پر آگئے ورنہ یہ فہرست تو بڑی طویل ہے۔

یہ سب حضرات دور حاضر کے ممتاز اور مشہور علماء اور اکابرین میں سے ہیں اور سب حدیث پاک کے پڑھنے پڑھانے میں آپ کے ہی مرہون احسان ہیں۔

ذٰلک فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

ہم خدام کے لیے قابل فخر اور لائق عمل اسوہ یہ ہے کہ اس طویل مدت میں آپ نے حسبۃً للہ درس دیا۔مدرسہ سے کسی قسم کا بھی اور کسی بھی صورت سے مالی فائدہ حاصل نہ کیا۔مدرسی کے ابتدائی دور میں اکابر کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے تھوڑی بہت جو تنخواہ لی اس کو بھی بعد میں واپس کردیا رزقنا اللہ تعالیٰ اتباعہ۔

اس اجمال کی مزید تفصیل راقم سطور کی کتاب ''تاریخ مظاہر'' جلد دوم میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اب رہی تصنیف و تالیف تو وہ بھی حیات مبارکہ کا ایک درخشندہ باب ہے۔ اس کا افتتاح ''مظاہر العلوم کے پچاس سالہ حالات'' اور ''مشائخ چشت'' کی تاریخ لکھنے سے ہوا تھا۔

یہ دونوں کتابیں باوجود یکہ سنگ بنیاد کا درجہ رکھتی تھیں مگر ایک طویل عرصہ تک درس و تدریس اور مدرسہ کی انتظامی ذمہ داریوں کی وجہ سے اس وقت مکمل نہ ہو سکیں اور نہ ہی طبع ہوئیں۔اب تقریباً پچاس سال بعد یہ دونوں کتابیں مکمل ہوکر ''تاریخ مظاہرؒ'' اور ''تاریخ مشائخ چشت'' کے نام سے طبع ہوئیں۔

حضرت شیخؒ زاد مجدہٗ کا علمی نشو ونما مظاہر علوم میں ہوا۔درس نظامی کی تمام

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

کتابیں (چند ابتدائی کتب کا استثناء کرتے ہوئے) آپ نے مظاہر میں داخل ہو کر پڑھیں اور مظاہر کو بارگاہ الٰہیہ سے جو چیز بطور موہبت خاصہ کے عطا فرمائی گئی ہے وہ اس کی خدمت حدیث شریف ہے' چنانچہ حضرت شیخ کی محنت کا اصل مرکز اور میدان بھی خدمت حدیث شریف بنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے حدیث پاک کی بے انتہا خدمت لی۔ نادر شروح اور لازوال تعلیقات ان کے قلم سے نکل کر مقبول عام ہوئیں اور اہل علم سے خراج تحسین قبول کر چکیں۔

''اوجز المسالک'' شرح ''موطا امام مالک'' (چھ جلدیں) یہ آں مخدوم کی چالیس سالہ عرق ریزی اور کاوش کا ثمرہ ہے۔ بڑے بڑے علماء حجاز اس کی تعریف میں رطب اللسان پائے گئے۔ ان میں سے بعض اونچے درجے کے اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر اس کتاب کے مصنف ابتداء کتاب میں اپنا حنفی ہونا نہ لکھ دیتے تو ہم انہیں کبھی بھی حنفی نہ سمجھتے بلکہ مالکی ہی سمجھتے۔ کیوں کہ فقہ مالکی کی جزئیات اور اس فقہ کے مسائل اور اقوال اتنی کثرت سے اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں کہ ان کا بیک وقت کسی اور مالکی فقہ پر مشتمل کتاب میں ملنا مشکل ہے۔ ممالک عربیہ بالخصوص حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً واجلالاً اور نجد و دمشق کے مختلف اہل علم اور اونچی شخصیتوں کے پیہم اصرار پر اب یہ کتاب بیروت' لبنان میں طبع ہو رہی ہے اور مکۃ المکرمہ کے ایک معزز تاجر اپنے صرفہ سے اس کو طبع کرا رہے ہیں۔

اسی طرح لامع الدراری علی جامع البخاری (تین جلدیں) ''کوکب الدری'' علی جامع الترمذی (دو جلدیں) جزء حجۃ الوداع اور الابواب والتراجم للبخاری متعدد جلدوں میں ان کی خدمات حدیث کا اعلیٰ ترین شاہکار ہیں۔

جیسے جیسے مطالعہ کا ذوق بڑھتا رہا اور نظر وسیع ہوتی گئی' نئی نئی کتابیں تحریر فرماتے گئے' اب تک کی تمام تالیفات کا عدد نواسی (۸۹) ہے۔ جن میں انتیس (۲۹) مطبوعہ ہیں اور بقیہ غیر مطبوعہ۔ ان تمام تصانیف کا تعارف آپ بیتی میں موجود ہے۔

یہ بیش قیمت تالیفات علمی اور تحقیقی ہیں اور ساتھ ہی اصلاحی و تبلیغی بھی اور آں مخدوم نے اپنے مخصوص رنگ میں دونوں طرزوں کا حق ادا کر دیا بقول حضرت مولانا الحاج سید ابوالحسن علی ندوی زاد مجدہٗ کے۔

حضرت شیخ کی تصنیفات و تالیفات بالکل دو مختلف قسم و طرز کی ہیں۔ خاص علمی اور تحقیقی' خالص دعوتی اور اصلاحی۔

عام طور پر جو لوگ پہلے طرز کے عادی ہوتے ہیں وہ دوسرے طرز میں کامیاب نہیں ہوتے اور جو دوسرے کے عادی ہو جاتے ہیں وہ پہلے طرز میں اس کے آداب و معیار کو قائم نہیں رکھ سکتے لیکن شیخ کی دونوں طرز کی تصنیفات مؤثر و کامیاب ہیں۔ پہلے طرز کا نمونہ ''اوجز المسالک'' اور ''لامع الدراری'' ہے اور دوسرے طرز کا نمونہ حکایات صحابہ اور فضائل کی مقبول عام کتابیں فضائل نماز فضائل رمضان' فضائل ذکر' فضائل قرآن' فضائل حج' فضائل صدقات' فضائل تبلیغ' اور فضائل درود ہے اور ان دونوں طرزوں کی جامع شمائل ترمذی کا ترجمہ و شرح خصائل نبوی ہے[۱]۔

زیر نظر کتاب کا موضوع و مقصد ان اشکالات و اعتراضات کو جمع کرنا ہے جو ان مذکورہ کتب فضائل پر تحریری طور سے وقتاً فوقتاً کیے جاتے رہے اور حضرت شیخؒ نے ان کے جوابات دیئے۔

ہمارے حضرت شیخ اعتراضات و جوابات کے معاملہ میں بڑے متحمل مزاج اور وسیع الظرف واقع ہوئے ہیں اور اس چیز میں اللہ پاک نے ان کو اپنے خزانہ علم سے بیش بہا حصہ مرحمت فرمایا ہے۔

زیر نظر صفحات میں معترضین کے لب و لہجہ کی درشتی اور ان کے الفاظ کی سختی اور اس کے مقابلہ میں آں مخدوم کے قلم کی نرمی اور میانہ روی آپ خود ہی ملاحظہ کر لیں گے۔

اپنی ہر تالیف کے متعلق ان کا ہمیشہ سے یہی نظریہ رہا ہے کہ اگر غلطی واضح ہو جائے اور قرآن و سنت سے اس کا تصادم معلوم ہو جائے تو بغیر کسی تامل کے اس کی اصلاح کر دی جائے۔

بنگال سے آئے ہوئے ایک خط کے جواب میں یہی مضمون کس قدر کھلے الفاظ میں تحریر فرما دیا۔

بعد سلام مسنون! جو حضرات رسالہ تبلیغ پر نظر ثانی کا مشورہ دیتے ہیں ان

[۱] سوانح یوسفی مطبوعہ لکھنو ۱۲۹۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

سے یہ کہہ دیں کہ وہ جو بات اس میں اصلاح کی سمجھتے ہیں وہ لکھ کر بندہ کے پاس ارسال فرمادیں۔ اس کو دیکھنے کے بعد جو چیز اصلاح کے قابل ہوگی اس کی ان شاء اللہ اصلاح کردی جائے گی' اصلاح سے کیا عذر ہے مگر خود اس پر ذہن منتقل ہونا دشوار ہے جو دوسروں کے ذہن میں ہو۔

"مجھے اپنے کسی رسالہ کے متعلق بھی یہ خیال نہیں کہ اس میں اصلاح نہیں ہوسکتی"۔

یہ مکتوب سامی ۱۹۴۹ء کا تحریر فرمودہ ہے۔

(۲) ان اعتراضات و جوابات کے نقل کرنے سے قبل (جو مکاتیب کی شکل میں ہیں) مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ترتیب وار ان کتابوں کا مختصر تعارف سنین تالیف اور دوسری مختلف زبانوں میں ہونے والے تراجم کا اجمالی حال لکھ دیا جائے تاکہ ان کی تاریخی حیثیت بھی نظر میں رہے۔

یہ یاد رہے کہ ان کتب کے ترجمے ایک زبان میں مختلف حضرات نے اپنے اپنے طور پر کیے ہیں اور متفرق اداروں کی جانب سے وہ شائع بھی ہو چکے' ہم نے ایک زبان کے صرف ایک ہی ترجمہ کی نشاندہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جتنے تراجم ہمارے علم میں آسکے وہ ہم نے لکھ دیے۔"

(۱) فضائل قرآن شریف

کتب فضائل میں یہ سب سے پہلا رسالہ ہے جو شاہ یٰسین صاحب (متوفی ۱۳۶۰ھ) خلیفہ ومجاز قطب العالم حضرت اقدس گنگوہی نور اللہ مرقدہ (م ۱۳۲۳ھ) کی تعمیل ارشاد میں ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ میں لکھا گیا۔ ان ایام میں حضرت شیخ موطا امام مالک کی مبسوط شرح اوجز المسالک کی تالیف میں مشغول تھے۔ مگر حضرت شاہ صاحب کا جو مضبوط رشتہ بارگاہ رشیدی سے تھا اس کے پیش نظر حضرت شیخ انکار نہ کرسکے اور اس تالیف کو چند روز کے لیے درمیان میں روک کر فضائل قرآن مجید تالیف فرمائی۔ اس کتاب میں اولاً قرآن پاک کے فضائل پر چالیس احادیث مع ترجمہ وتشریح کے تحریر فرما کر سات احادیث قرآن پاک کے متفرق احکامات میں ذکر فرمائی ہیں۔ کتاب کے اخیر میں ایک مختصر چہل حدیث مع ترجمہ کے مزید لکھ دی گئی۔

کتاب کے کل صفحات بہتر (۷۲) ہیں۔ مندرجہ ذیل زبانوں میں اس کا ترجمہ ہونا ہمیں معلوم ہوا ہے۔

(۱) برمی زبان میں اس کے مترجم مولانا محمد موسیٰ صاحب فاضل مظاہر العلوم سہارنپور ہیں۔ یہ ترجمہ ادارہ تہذیب الاسلام ۳۵ روڈ تالان) مانڈلے (برما) سے مل سکتا ہے۔

(۲) انگریزی زبان میں اس کے مترجم جناب عزیز الدین صاحب ہیں' یہ ترجمہ ادارہ اشاعت دینیات دہلی سے مل سکتا ہے۔

نیز یہی ترجمہ پاکستان میں کتب خانہ حقانیہ نشتر کالج ملتان سے بھی طبع ہو چکا ہے۔ حال ہی میں یہ ترجمہ جناب حامد بن سلیمان نے ۱۴۰۲ اسیلان گورمینٹن جالان مسجد انڈیا کوالالمپور سے بھی طبع کرایا ہے۔

(۳) عربی زبان میں اس کا ترجمہ "فضائل القرآن الحکیم" کے نام سے مولانا محمد واضح صاحب استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء نے کیا ہے جو المکتبۃ التجاریۃ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو سے منگایا جاسکتا ہے۔

(۴) بنگلہ زبان میں اس کا ترجمہ جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب نے ۱۳۸۰ھ میں کیا تھا جو اب بھی اس پتہ سے دستیاب ہوسکتا ہے۔ جناب الحاج جوہر علی ۱۵۰۸ اے فری اسکول اسٹریٹ کلکتہ۔

فضائل کی کتابوں کے تقریباً تمام تراجم ابھی حال ہی میں بنگلہ دیش میں ہوئے ہیں جو اس پتہ سے مل سکتے ہیں۔

مولانا عنبر علی صاحب نمبر ۴ خیل گاؤں' چودھری پاڑا ڈھاکہ نمبر ۱۴۔ بنگلہ دیش۔

(۵) ملیالم (کیرالہ) زبان میں اس کا ترجمہ جناب ای محمد عبدالقادر مولوی پلپارا نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ اس پتہ سے مل سکتا ہے۔

حاجی اے پی محمد لب' رملہ بیڑی فیکٹری ضلع ایڈکی۔

(۶) تامل زبان میں اس کا ترجمہ جناب خلیل الرحمٰن صاحب ریاضی نے کیا ہے جو اس پتہ سے ملے گا۔

دلی کتب خانہ' بیگم پورہ۔ ڈنڈیگل ۲ مدراس۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

(۷) فارسی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا محمد اشرف صاحب ایم اے صدر شعبہ عربی اسلامیہ کالج پشاور پاکستان نے کیا ہے جو زیر طبع ہے۔

(۸) گجراتی زبان میں اس کا ترجمہ ۱۳۶۸ھ میں محمود قاسم بھائی نے کیا تھا جو اس پتہ سے مل جائے گا۔

دفتر رسالہ پیغام کاوی، ضلع بھڑوچ گجرات۔

گجراتی زبان میں مکمل مجلد ریگزین تبلیغی نصاب حاصل کرنے کے لیے یہ پتہ بھی کافی ہے۔ نظامی کتب خانہ اسٹیشن روڈ، پالن پور بناس کانٹھا، شمالی گجرات۔

(۹) تلگو زبان میں ۱۹۶۶ء میں اس کا ترجمہ سید نور اللہ قادری کی مساعی جمیلہ سے ہوا ہے جو اس پتہ سے مل جائے گا سید نور اللہ قادری لیکچرار عربی و فارسی عثمانیہ کالج، کرنول۔

(۱۰) پشتو زبان میں بھی اس کا ترجمہ شائع ہو چکا۔ جس کے لیے پتہ یہ ہے:۔
جو تبلیغی مرکز رائیونڈ سے مل سکتا ہے۔

(۲) فضائل رمضان

اس میں رمضان المبارک، لیلۃ القدر اور اعتکاف کی فضیلت پر بیس احادیث کی شرح و توضیح کی گئی ہے۔ نیز سورۂ قدر کی تفسیر اور خاتمہ میں متفرق مضامین پر مشتمل ایک طویل حدیث بھی لکھی گئی۔

یہ رسالہ رمضان ۱۳۴۹ھ میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے ارشاد سے لکھا گیا، کل صفحات چونسٹھ (۶۴) ہیں۔

مندرجہ ذیل زبانوں میں اس کا ترجمہ ہونا ہمارے علم میں آیا ہے۔

(۱) برمی زبان میں اس کے مترجم مولانا محمد موسیٰ صاحب ہیں۔ اس پتہ سے یہ کتاب مل سکتی ہے۔ ادارہ تہذیب الاسلام ۳۵ روڈ (تالان) مانڈلے (برما)۔

(۲) انگریزی میں اس کے مترجم جناب یوسف کراں صاحب افریقی ہیں۔ یہ ترجمہ ادارہ اشاعت دینیات دہلی سے مل سکتا ہے۔

۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں اس کا ترجمہ شہر لاگوس (نائیجیریا) میں انگریزی زبان میں ہو چکا۔

(۳) مدراسی زبان میں اس کا ترجمہ جناب خلیل الرحمن صاحب ریاضی کی طرف سے شائع ہوا ہے جو اس پتہ سے مل سکتا ہے۔ مکتبہ رحمت پیٹی تیرونیل ویلی ۴ مدارس۔

(۴) بنگلہ زبان میں اس کا ترجمہ جناب قاضی خلیل الرحمن صاحب نے ۱۳۷۷ھ میں کیا ہے جو درج ذیل پتہ سے لیا جا سکتا ہے۔

جناب الحاج جوہر علی ۱۵۰۸ اے فری اسکول اسٹریٹ کلکتہ۔

(۵) تلگو زبان میں اس کا ترجمہ سید نور اللہ صاحب قادری نے کیا ہے۔ مترجم کے مکان کا پتہ یہ ہے۔ سید نور اللہ صاحب قادری۔ کھڑک پورہ، آندھرا (انڈیا) پردیش۔

(۶) ملیالم (کیرالا) زبان میں اس کے مترجم جناب ای محمد عبد القادر ہیں۔ درج ذیل پتہ سے یہ ترجمہ ملتا ہے۔

الحاج اے، پی، محمد لب رملہ بیڑی فیکٹری، ضلع ایڈوکی۔ کیرالا (انڈیا)

(۷) ٹامل زبان میں اس کا ترجمہ جناب خلیل الرحمن صاحب ریاضی نے کیا ہے جو اس پتہ سے ملے گا۔ دلی کتب خانہ، بیگم پورہ ڈنڈیگل ۲ مدراس۔

(۸) گجراتی زبان میں اس کے مترجم جناب منشی عیسیٰ بھائی ابراہیم کاوی ہیں یہ ترجمہ اس پتہ سے مل سکتا ہے۔ شعبہ تبلیغ الاسلام متعلقہ جامع حسینیہ راندیر ضلع سورت گجرات (انڈیا)۔

(۹) ہندی زبان میں اس کا ترجمہ جناب قاضی ظہیر الدین صاحب ایم اے لیکچرار شعبہ اردو دلی یونیورسٹی نے کیا ہے جو ادارہ اشاعت دینیات بستی حضرت نظام الدین دہلی سے شائع ہو چکا۔

(۱۰) فارسی زبان میں اس کے مترجم مولانا محمد اشرف صاحب ایم۔ اے۔ ہیں۔ یہ ترجمہ زیر طبع ہے۔

(۱۱) فرانسیسی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ جناب احمد سعید انگار نے کیا ہے جس کے منگانے کے لیے پتہ یہ ہے۔

المرکز الاسلامی ۳۱ نیشنل روڈ سینٹ پیٹر جزیرہ ری یونین، وایا پیرس۔

(اس ترجمہ کا پہلا ایڈیشن رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ میں شائع ہوا تھا)

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

(۱۲) پشتو زبان میں اس کا ترجمہ پشاور سے شائع ہوا ہے جس کے لیے پتہ یہ ہے۔ میاں حاجی محمد عبدالخالق فضل مالک تاجران کتب قصہ خوانی بازار پشاور شہر۔

(۳) فضائل تبلیغ

یہ کتاب سات فصلوں پر مشتمل ہے اور سب کا مقصود تبلیغ کی اہمیت اس کے آداب نیز مبلغین اور عام لوگوں کے فرائض بتلاتا ہیں۔ یہ کتاب بھی حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے حکم سے لکھی گئی اور ۵ صفر ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۱/ جون ۱۹۳۱ء میں اختتام کو پہنچی۔ کل صفحات ۳۲ ہیں۔

مندرجہ ذیل زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے۔

(۱) عربی ترجمہ: "فضائل الدعوۃ الی الخیر والتبلیغ لدین اللّٰہ" کے نام سے مولانا محمد رابع صاحب ندوی لکھنوی نے ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں کیا ہے، جو المکتبۃ التجاریۃ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو سے مل سکتا ہے۔

(۲) برمی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا محمد موسیٰ صاحب مظاہری نے کیا ہے جو ادارہ تہذیب الاسلام ۳۵ روڈ (تالان) مانڈلے برما سے لیا جاسکتا ہے۔

(۳) انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ ادارہ اشاعت دینیات دہلی سے اور کوالمپور میں جناب حامد بن سلیمان صاحب ۱۴۰۲۔ سیلان گورمینشن جالان مسجد انڈیا کوالالمپور کی جانب سے طبع ہوچکا۔

ابھی حال ہی میں بھائی ماجد صاحب علی گڑھ نے اس ترجمہ پر مستقل نظر ثانی کرکے اغلاط وغیرہ کی تصحیح کی ہے یہ نسخہ بھی عنقریب شائع کیا جائے گا۔

(۴) ہندی ترجمہ جناب عطاء الرحمٰن صاحب نے پونہ سے کیا ہے جو اس پتہ سے مل سکتا ہے۔

جناب عطاء الرحمٰن صاحب بھالدار ۳۵۷ گرودار پیٹھ پونہ ۲ مہاراشٹر۔

اسی کتاب کا ایک ہندی ترجمہ ادارہ اشاعت دینیات دہلی سے بھی طبع ہوا ہے۔

(۵) مدراسی زبان میں اس کا ترجمہ بی اے خلیل الرحمٰن صاحب نے

کیا ہے جو مکتبہ رحمت پیٹی تیرونیل دہلی ۴ مدراس سے مل سکتا ہے۔

(۶) طیالم (کیرالا) زبان میں اس کا ترجمہ جناب ای محمد عبدالقادر نے کیا ہے جو درج ذیل پتہ سے مل سکتا ہے۔

حاجی اے۔ پی محمد لب رملہ بیڑی فیکٹری ضلع ایڈوکی۔ کیرالا (انڈیا)

(۷) پشتو زبان میں اس کا ترجمہ عبدالخالق فضل مالک تاجران کتب بازار قصہ خوانی پشاور (پاکستان) سے طبع ہوا ہے۔

(۸) تامل زبان میں اس کا ترجمہ جناب خلیل الرحمٰن صاحب نے کیا ہے جس کے منگانے کے لیے پتہ یہ ہے۔ دلی کتب خانہ بیگم پورہ ڈنڈیگل ۲ مدراس۔

(۹) گجراتی زبان میں اس کے مترجم جناب عیسیٰ بھائی ہیں۔ کتاب ملنے کا پتہ یہ ہے۔ دفتر رسالہ پیغام کادی ضلع بھڑوچ گجرات (انڈیا)

(۱۰) ملیشیائی زبان میں اس کا ترجمہ "فضیلۃ التبلیغ" کے نام سے شائع ہوچکا ہے جو اس پتہ سے مل سکتا ہے۔ سنٹر آف اسلامک انفارمیشن آف پاکستان ایسوسیشن جالن کیگ چوان پلاؤ پینانگ ملیشیا۔ (یہ پتہ انگریزی میں بھی لکھا جاتا ہے)

H.M. Yaqoob Ansari Dewan, Pakistan

Jalan Kekchuan Pulau, Penang, Malaiysia.

(۱۱) بنگالی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا خلیل الرحمٰن صاحب نے کیا ہے۔ جو اس پتہ سے مل جائے گا۔

حاجی جوہر علی ۵۰۸ اے فری اسکول اسٹریٹ کلکتہ۔

(۱۲) فارسی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا محمد اشرف صاحب ایم اے (پشاور) نے کیا ہے جو ابھی تک طبع نہیں ہوسکا۔

(۱۳) تلگو میں اس کا ترجمہ ۱۹۶۶ء میں سید نوراللہ صاحب قادری نے کیا ہے جو اس پتہ سے مل جائے گا۔

سید نوراللہ قادری، لیکچرار عربی و فارسی عثمانیہ کالج کرنول۔

(۱۴) افریقہ کے علاقہ میں بولی جانے والی ایک زبان سہیلی (سہالی) میں بھی اس کا ترجمہ جناب شیخ مقداد یوسف (تنزانیہ)

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

شیخ نے اپنا ایک خواب اپنے روزنامچہ میں کتب فضائل کے متعلق ان الفاظ کے ساتھ لکھوا رکھا ہے۔

"آج بعد نماز جمعہ خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ پہلے فضائل کے رسائل زیر نظر تھے۔ اب آج کل تبلیغی نصاب زیر نظر ہے"۔

یہ خواب ۲۷ جمادی الاول ۱۳۹۳ھ کو بعد نماز جمعہ قیلولہ کے وقت دیکھا گیا۔

ان کے علاوہ کتنے ہی احباب ایسے ہیں جنھوں نے اس مجموعہ کے متعلق اپنے تاثرات ومنامات لکھے اور اپنی زندگی اور گھریلو ماحول میں اس مجموعہ کے پڑھے جانے پر جو عظیم تغیر وتبدیل پیدا ہوا اور دینی ماحول بنا ان کی تفصیلات حضرت شیخ زادمجدہ کو تحریر کیں لیکن آں مخدوم کے یہاں اس قسم کے تمام خطوط کا ایک ہی جواب ہے کہ اس ناکارہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اولاً حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک اور سچے ارشادات کی برکت ہے کہ ان ہی کے ترجمے، ان کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور ثانیاً ان حضرات اکابر کی توجہات اور برکتیں ہیں، جن کی تعمیل ارشاد میں یہ سب لکھی گئیں۔

(۴)

ہمارے اس زمانے میں فضائل کے یہ رسائل اردو کی مقبول ترین مطبوعات میں شمار کیے جاتے ہیں اور تبلیغی تحریک کے نصاب میں داخل ہونے کی وجہ سے ان کی اس کثرت کے ساتھ اشاعت ہوئی کہ باید وشاید ہمیں سرسری جائزہ اور چند روز میں حاصل کی ہوئی مختصر سی معلومات کے بعد اب تک ہند وپاک کے تیس مختلف ادارے ایسے معلوم ہوئے جنھوں نے فضائل کی یہ کتابیں کئی کئی بار بار طبع کرائیں اور کتنی ہی ہزار طبع کرائیں صرف ادارہ اشاعت دینیات دہلی نے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۴ء تک چودہ سالہ عرصہ میں اس کے چوبیس ایڈیشن نکالے جن کی طباعت کی مجموعی تعداد بیاسی ہزار پانچسو (۸۲۵۰۰) ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ یہ اعداد ان کے یہاں صرف عکسی ایڈیشن کے ہیں سنہ ۱۹۶۰ء سے قبل ایک عرصہ تک جو لیتھو پر طبع ہوتا رہا وہ اس شمارے سے باہر ہے۔

اوپر دوسری زبانوں میں ہونے والے تراجم کا جو جائزہ لیا گیا ہے وہ ہماری محدود معلومات پر مشتمل ہے۔ لہٰذا جو ترجمے قارئین کے علم میں ایسے ہوں کہ وہ ہماری

اس فہرست میں نہ آسکے ہوں ان سے برائے کرم مطلع کر دیجئے گا۔ دوسرے ایڈیشن میں ان کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

اسی طرح جن زبانوں میں ہونے والے تراجم کی نشاندہی کی گئی ہے اگر ان میں کوئی خامی یا غلطی محسوس ہو تو اس سے بھی مطلع کر دیجئے۔

(۵)

کتب فضائل کی طباعت کی عام اجازت اور ناشرین کے لیے ضروری ہدایات

حضرت شیخ زادمجدہ کی جتنی تالیفات وتصنیفات ہیں ان کی شہرہ آفاقی اور پذیرائی بالخصوص فضائل کی کتابوں کو جو عنداللہ وعندالناس مقبولیت حاصل ہے اس سے اپنے اور بیگانے سب ہی واقف ہیں۔ اگر مصنف زادمجدہ ان کتابوں کے حقوق دوسرے اداروں کو فروخت کر دیتے یا اس کی رائلٹی (نفع) اپنے ہی لیے مخصوص کر لیتے تو یہ بڑی نفع بخش اور کامیاب تجارت بن سکتی تھی لیکن آنمخدوم نے اپنی تالیفات کی جس طرح کھلے دل سے عام طباعت اور اشاعت کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس کے لئے وہ ان شاء اللہ یوم آخرت میں بے پایاں اجر جزیل کے مستحق ہوں گے)۔

اس زمانے میں جب کہ ان تالیفات کی طباعت کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور مختلف تجار اپنے اپنے طور پر ان کتابوں کی اشاعت کے خواہاں تھے تو اس وقت صورت حال کچھ ایسی بن گئی تھی کہ حضرت شیخ ہر اجازت خواہ کو طباعت کی اجازت دے رہے تھے اور "ناظم مکتبہ یحیویہ" عام طباعت اور نشر واشاعت میں مانع بنے ہوئے تھے اور مکتبہ کے لیے اس عام طباعت کو سخت نقصان دہ سمجھ رہے تھے اور وہ اس سلسلہ میں وہ بڑی حد تک حق بجانب بھی تھے۔ کیوں کہ مختلف ناشرین نے یہ کتابیں بغیر کسی تصحیح وصحت کے اہتمام کے طبع کرا لیں جس کی بناء پر عوام حضرت مصنف اور مکتبہ یحیویہ کے متعلق بدظنی میں مبتلا ہو سکتے تھے۔ اس چیز کو دیکھتے ہوئے ناظم مکتبہ کا مانع ہونا کچھ غلط بھی نہیں تھا۔ مگر حضرت شیخ زادمجدہ کا نظریہ اور تجارت کے متعلق سوچنے سمجھنے کا انداز بالکل جداگانہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جملہ حقوق محفوظ کر دینے سے جہاں کتاب

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اشاعت دینیات دہلی سے مل سکتا ہے۔

(۱۱) مرہٹی زبان میں اس کا ترجمہ جناب زبیر احمد صاحب نے کیا ہے۔ اس ترجمہ کے بارے میں ہمیں مزید معلومات درکار ہیں اصحاب علم مطلع فرما دیں۔

(۱۲) تلگوں زبان میں اس کا ترجمہ جناب سید نور اللہ صاحب قادری نے کیا ہے جو اس پتہ سے مل جائے گا۔

سید نور اللہ صاحب قادری' لیکچرار عربی و فارسی' عثمانیہ کالج کرنول۔

(۱۳) پشتو زبان میں اس کا ترجمہ مولانا ابوالفیض صاحب سواتیؒ نے ۱۳۹۴ھ میں کیا تھا۔ یہ ترجمہ میاں حاجی محمد عبدالخالق فضل مالک تاجران کتب بازار قصہ خوانی پشاور شہر' (صوبہ سرحد) سے طبع ہو چکا۔

(۱۴) فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ جناب احمد سعید انگار صاحب نے کیا ہے جس کے منگانے کے لیے پتہ یہ ہے۔

المرکز الاسلامی ۳۱ نیشنل روڈ سینٹ پیٹر جزیرہ ری یونین' وایا پیرس

(۱۵) ملیشیائی زبان میں اس کا ترجمہ جناب یعقوب صاحب انصاری نے کیا ہے جو اس پتہ سے مل سکتا ہے۔

سنٹر آف اسلامک انفارمیشن آف پاکستانی ایسوسی ایشن جالن کیگ چوان پلاؤ پینانگ' ملیشیا۔

(۵) فضائل نماز

اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور چھوڑنے پر عذاب وعتاب جماعت کے فضائل اور اس کے ترک پر جو وعیدیں ہیں ان کا تفصیلی بیان ہے اور ان میں سے ہر عنوان کے تحت مجموعی طور پر چالیس حدیثیں لکھی گئی ہیں۔ یہ کتاب بھی حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کے حسب ارشاد لکھی گئی اور شب دوشنبہ ۷ محرم ۱۳۵۸ھ کو اختتام پذیر ہوئی۔ کل صفحات ستاسی (۸۷) ہیں۔

مندرجہ ذیل زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے۔

(۱) عربی ترجمہ "مكانة الصلوة فی الاسلام واهميتها فی حياة المسلم" کے نام سے مولانا محمد حسنی ندوی نے ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں کیا ہے جو مکتبہ تجاریہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو سے مل سکتا ہے۔

(۲) برمی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا محمد موسیٰ صاحب مظاہری نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ ادارہ تہذیب الاسلام ۳۵ روڈ (تالان) مانڈلے (برما) سے مل سکتا ہے۔

الحاج ابراہیم یوسف باوا صاحب رنگون کے زیر اہتمام یہ کتاب پہلی مرتبہ برما میں اردو زبان میں بذریعہ بلاک طبع ہوئی ہے۔

(۳) انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ جناب عبدالرشید صاحب ارشد نے کیا ہے جو ادارہ اشاعت دینیات دہلی سے مل جائے گا۔ یہ ترجمہ پاکستان میں ملک برادرس کارخانہ بازار لائل پور سے اور کوالالپور میں جناب حامد بن سلیمان صاحب کے ادارے سے بھی طبع ہو چکا۔ حال ہی میں فضائل نماز کا ایک جدید ترجمہ طبع ہو کر آیا ہے اس کے مترجم جناب بھائی ماجد علی خاں پی۔ ایچ۔ ڈی علیگؔ ہیں۔

(۴) مدراسی زبان میں اس کے مترجم بی اے خلیل الرحمن ہیں۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۸ء میں ہوا ہے جو اس پتہ سے ملے گا۔

مکتبہ رحمت پیٹی تیرونیل ویلی ۴ مدراس۔

(۵) بنگالی زبان میں اس کا ترجمہ جناب عبدالمجید صاحب نے کیا ہے جو اس پتہ سے مل سکتا ہے۔

جماعت دعوت واصلاح ۷۵۔ اے پارک سٹریٹ' کلکتہ۔

(۶) تلگو زبان میں اس کے مترجم سید نور اللہ صاحب ہیں۔ یہ ترجمہ ۱۹۶۶ء میں شائع ہو چکا۔ منگانے کے لئے پتہ یہ ہے۔

سید نور اللہ قادری بی اے لیکچرار عربی و فارسی عثمانیہ کالج کرنول

(۷) ملیام زبان میں اس کا ترجمہ ۱۹۶۷ء میں جناب ای محمد عبدالقادر صاحب مولوی پلپارا نے کیا ہے جو اس پتہ سے مل سکتا ہے۔

حاجی اے' پی محمد لب' رملہ بیڑی فیکٹری ضلع ایڈ دکی۔

(۸) تامل زبان میں اس کے مترجم جناب خلیل الرحمن صاحب ہیں۔ درج ذیل

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

پتہ سے یہ ترجمہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔" دلی کتب خانہ بیگم پورہ ڈنڈیگل ۲ مدراس۔

(۹) فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ ۱۹۶۷ء میں مولانا سعید انگار صاحب سینٹ ڈیلنس (ری یونین) نے کیا ہے جو اس پتہ سے مل سکتا ہے۔ جمعیۃ ثقافۃ المسلمین ۳۲ جول اوبر روڈ سینٹ ڈیلنس رے یونین۔

حال میں ہی اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن سنیٹر اسلامک مرکز ری یونین کی جانب سے بہترین طباعت کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

(۱۰) گجراتی زبان میں اس کا ترجمہ جناب عیسیٰ بھائی نے کیا ہے جو دفتر رسالہ پیغام' کاوی ضلع بھڑوچ گجرات سے مل سکتا ہے۔

(۱۱) فارسی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا محمد اشرف صاحب ایم۔اے صدر شعبہ عربی اسلامیہ کالج پشاور نے کیا ہے، جو زیر طبع ہے۔

(۱۲) ملیشیائی زبان میں اس کا ترجمہ "فضیلۃ الصلوۃ" کے نام سے ایچ، ایم یعقوب انصاری صاحب کر چکے ہیں جو اس پتہ سے منگایا جاسکتا ہے۔

ایچ، ایم یعقوب انصاری، دیوان پاکستان جلان کیک چوان پلا ؤ پینانگ ملیشیا۔ (یہ انگریزی میں بھی لکھا جاتا ہے)

H.M. Yaqoob Ansari Dewan Pakistan Jalankek Chuan Pulaupenang Malaysia.

(۱۳) افریقہ کے علاقہ میں بولی جانے والی ایک زبان سہیلی (سہالی) میں بھی اس کا ترجمہ جناب شیخ مقداد یوسف (تنزانیہ) مکانۃ الصلوۃ فی الاسلام و اھمیتھا فی حیاۃ المسلم کے نام سے کر چکے ہیں، جو زیر طبع ہے۔

(۱۴) پشتو زبان میں اس کا ترجمہ درج ذیل پتہ سے شائع ہو چکا۔ میاں عبدالخالق کتب خانہ رحمانیہ بازار قصہ خوانی پشاور شہر۔ صوبہ سرحد۔

(۶) فضائل ذکر

یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ذکر کے فضائل۔ دوسرے باب میں کلمہ طیبہ کے فضائل اور تیسرے میں سوئم کلمہ کے فضائل لکھے گئے ہیں۔ خاتمہ میں صلوٰۃ التسبیح کا بھی مفصل بیان ہے۔

تبلیغی تحریک کے چھ نمبروں میں سے جو تیسرا اہم ترین نمبر علم و ذکر کا ہے۔ اس کے پیش نظر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کے حکم سے یہ کتاب برکات ذکر یعنی فضائل ذکر کے نام سے ۱۳۵۷ھ میں لکھی گئی۔ اختتام کی تاریخ ۲۶ شوال ۱۳۵۸ھ شب جمعہ ہے۔ کل صفحات ایک سو چھہتر ۱۷۶ ہیں۔

(۱) برمی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا محمد موسیٰ صاحب مظاہری نے کیا ہے جو ادارہ تہذیب الاسلام ۳۵ روڈ (تالان) مانڈلے برما سے مل جائیگا۔

(۲) مدراسی زبان میں اس کے مترجم جناب خلیل الرحمن صاحب ہیں۔ یہ ترجمہ مکتبہ رحمت پٹی تیر دنیل ویلی ۴ مدراس سے مل سکتا ہے۔

(۳) بنگالی زبان میں اس کا ترجمہ کرنے والے تین حضرات ہیں۔ مولانا محمد طاہر صاحب، مولانا خلیل الرحمن صاحب، مولانا عبدالمجید صاحب۔ ملنے کا پتہ یہ ہے۔

الحاج جوہر علی ۵۸ اے فری اسکول اسٹریٹ کلکتہ۔

(۴) ملیالم زبان میں اس کے مترجم ای محمد عبدالقادر صاحب ہیں۔ یہ ترجمہ اس پتے سے مل سکتا ہے۔ اے پی محمد لب، رملہ بیٹری فیکٹری ضلع ایڈوکی۔

(۵) تامل زبان میں اس کے مترجم جناب خلیل الرحمن صاحب ہیں۔ یہ ترجمہ اس پتے سے مل سکتا ہے۔ دلی کتب خانہ بیگم پورہ ڈنڈیگل ۲ مدراس)

(۶) فارسی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا محمد اشرف صاحب ایم اے نے کیا ہے جو ابھی طبع نہیں ہوا۔

(۷) پشتو زبان میں اس کا ترجمہ میاں حاجی محمد عبدالخالق فضل مالک تاجران کتب بازار قصہ خوانی پشاور شہر صوبہ سرحد سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

(۸) ملیشیائی زبان میں اس کا ترجمہ جناب یعقوب انصاری صاحب نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ طباعت کے بعد اس پتہ سے ملے گا۔

سنٹر آف اسلامک انفارمیشن آف پاکستانی ایسوی ایشن جالن کیگ چوان پلاؤ پینانگ ملیشیا۔

(۷) فضائل حج

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی طبیعت میں تبلیغی تحریک کو حجاز مقدس

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

تک پھیلانے اور وہاں فروغ دینے کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ اسی مقصد کے لیے وہ دوبار حجاز تشریف لے گئے۔ ان کے وصال کے بعد جب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب (م ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ جمعہ) نے اس کام کو آگے بڑھایا اور بڑی ترتیب اور دور اندیشی سے حجاز میں کام شروع کیا تو حضرت شیخ سے درخواست کی کہ حج کے فضائل پر بھی آیات و احادیث اور قصص کا ایک مجموعہ لکھ دیا جائے تا کہ ہزاروں کی تعداد میں جانے والے حجاج اس کے مطابق حج کر کے لطف حج و زیارت سے بہرہ ور ہوں، چنانچہ تبلیغی مرکز نظام الدین دہلی کے دوران قیام میں ۳ شوال ۱۳۶۶ھ کو اس کی تالیف کا آغاز ہوا اور ۱۴ جمادی الاول ۱۳۶۷ھ جمعہ کو مکمل ہوئی۔

اس پوری کتاب میں دس فصلیں ہیں جو حج کی ترغیب، اس کے نہ کرنے پر وعید، حج کی حقیقت اور اس کے آداب جیسے اہم مضامین پر مشتمل ہیں۔ کتاب کے کل صفحات دو سو اکتیس (۲۳۱) ہیں۔

(۱) برمی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ ادارہ تہذیب الاسلام ۳۵۔ روڈ (تالان) مانڈلے برما سے شائع ہوا ہے۔ اس کے مترجم مولانا محمد موسیٰ صاحب فاضل مظاہر العلوم سہارنپور ہیں۔

(۲) گجراتی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا احمد بیمات صاحب شیخ الحدیث مدرسہ فلاح دارین ترکیسر گجرات نے کیا ہے۔ یہ پوری کتاب کا ترجمہ نہیں بلکہ اس کا خلاصہ اور اختصار ہے۔ مدنی کتب خانہ، ترکیسر ضلع سورت گجرات سے مل سکتا ہے۔

(۳) انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ جناب یوسف کراں افریقہ نے کیا ہے جو واٹر وال اسلامک انسٹی ٹیوٹ' پوسٹ بکس ۱' جوہانسبرگ (ساؤتھ افریقہ) کی جانب سے شوال ۱۳۹۴ھ نومبر ۱۹۷۴ء میں بڑے اہتمام سے طباعت کی تمام تر خوبیوں کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔ یہ پتہ انگریزی میں بھی لکھا جاتا ہے۔

Water wal Islamic, Institute Post Box 1, Johansberg South Africa.

(۴) تامل زبان میں اس کا ترجمہ جناب داؤد شریف (مدراس) کر رہے ہیں جو انشاء اللہ طباعت کے بعد اس پتہ سے دستیاب ہو گا۔ ٹی۔ اے داؤد شریف صاحب نمبر ۲۔ سوری موتھو اسٹریٹ مناڈی مدراس ۶۰۰۰۰۱۔

(۸) فضائل صدقات حصہ اول و دوم

تقسیم ہند کے موقعہ پر شوال ۱۳۶۶ھ میں حضرت شیخ زادمجدہٗ کو مرکز تبلیغ نظام الدین دہلی میں طویل قیام کی نوبت پیش آئی تھی۔ اس موقعہ پر مورخہ چوبیس (۲۴) شوال ۱۳۶۶ھ کو اس کتاب کی تالیف شروع کی اور اس کا اختتام سہارنپور پہنچ کر ۲۲ صفر ۱۳۶۸ھ کو ہوا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو اس کتاب کا بہت اہتمام تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ عصر کی نماز کے لیے تکبیر ہو رہی تھی۔ دوران تکبیر صف سے آگے منہ بڑھا کر حضرت شیخ سے فرمایا کہ دیکھو اس کو بھولنا نہیں۔ لیکن افسوس کہ حضرت دہلوی کی حیات مبارکہ میں یہ کتاب نہ لکھی جا سکی اور وہ اس کے دیدار کی تمنا لے کر دوسرے عالم کو سدھار گئے۔

یہ کتاب سات مختلف فصلوں پر مشتمل ہے۔ ہر فصل میں آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور واقعات صحابہ سے کتاب کے موضوع اور مقصد کو مدلل و مبرہن کیا گیا ہے۔ دونوں جلدوں کے صفحات پانچ سو ساٹھ (۵۶۰) ہیں۔

(۱) برمی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ مولانا محمد موسیٰ صاحب مظاہری نے کیا ہے جو ادارہ تہذیب الاسلام ۳۵ روڈ (تالان) مانڈلے برما سے شائع ہوا ہے۔

(۲) مدراسی زبان میں اس کا ترجمہ مولانا بی۔ اے۔ خلیل الرحمن صاحب ریاضی نے کیا ہے جو اس پتہ سے مل جائے گا۔

مکتبہ رحمت پیٹی تیرونیل ویلی ۴ مدراس۔

(۳) ملیالم زبان میں اس کتاب کے مترجم ای محمد عبدالقادر ہیں۔ درج ذیل پتہ سے طلب کیا جائے:

حاجی اے۔ پی۔ محمد لب رملہ بیٹری فیکٹری ضلع ایڈوکی۔

(۴) گجراتی زبان میں اس کے مترجم جناب منشی عیسیٰ بھائی ابراہیم ہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ سے یہ کتاب مل سکتی ہے۔

دفتر رسالہ "پیغام" کاوی ضلع بھروچ گجرات (انڈیا)۔

گجراتی حضرات عموماً اردو پڑھنا نہیں جانتے تا ہم سمجھ لیتے ہیں اور جب یہ بیرون ممالک میں بغرض تبلیغ و دعوت جاتے ہیں تو وہاں زبان کی وجہ سے کافی مشکلات

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اور دقتیں ان کو پیش آتی ہیں۔ اس تکلیف کا احساس کرتے ہوئے محترم مولانا احمد بولات صاحب گجراتی فاضل مظاہر علوم سہارن پور نے فضائل صدقات حصہ دوم کو گجراتی رسم الخط میں منتقل کیا ہے یہ کتاب عنقریب طبع ہوجائے گی۔

(۵) انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ افریقہ میں جناب یوسف کراں صاحب کررہے ہیں۔ ترجمہ ابتدائی مراحل میں ہے جو طباعت کے بعد اس پتہ سے مل جائے گا۔ المعہد الاسلامی، پی او بکس نمبر ۵ جوہانسبرگ، جنوبی افریقہ۔

(۶) تامل زبان میں اس کا ترجمہ (جو بعض حصوں کا ہے اور مکمل نہیں) جناب داؤد شریف صاحب کرچکے ہیں۔ مترجم کا پتہ یہ ہے۔

ٹی اے داؤد شریف نمبر ۲ سوری موتھ اسٹریٹ منا ڈی، مدراس ۶۰۰۰۰۱۔

اس کی دوسری اور تیسری فصل کا ترجمہ تامل زبان میں جناب محمود حسن بن مولانا عبدالرحیم صاحب منارگڑی نے بھی کیا ہے جو ۱۹۷۶ء میں شائع ہوچکا۔

(۹) فضائل درود شریف

حضرت شاہ یٰسین صاحب نگینوی کا حضرت شیخؒ پر مستقل اصرار تھا کہ درود شریف کے فضائل اور آداب پر بھی ایک کتاب لکھ دی جائے۔ ۱۳۶۰ھ میں وصال کے وقت شاہ صاحب نے اپنے خلیفہ اجل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دعا جو کو اس وعدہ کی یاد دہانی اور تکمیل پر اصرار کرتے رہنے کی وصیت فرمائی ان کے علاوہ اور دوسرے احباب واکابر کی طرف سے بھی اس کی تالیف کے تقاضے ہوئے لیکن کئی سال تک یہ رسالہ نہ لکھا جاسکا۔ اس کی وجہ خود حضرت شیخ کے الفاظ میں یہ تھی کہ:

اس ناکارہ پر سید الکونین فخر الرسل ﷺ کی جلالت شان کا کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ جب بھی اس کے لکھنے کا ارادہ کیا دل پر یہ خوف طاری ہوا کہ مبادا کوئی چیز شان عالی کے خلاف نہ لکھی جائے[1]۔

لیکن ۱۳۸۳ھ میں جب حجاز تشریف لے گئے اور حج سے فارغ ہوکر مدینہ

[1] فضائل درود شریف ص ۶

طیبہ پہنچے تو بار بار دل میں یہ سوال ابھرا کہ فضائل درود شریف نہ لکھنے کا کیا جواب ہے؟ اس موقعہ پر اپنے اعذار کے باوجود دل میں اس سوال کی شدت پیدا ہوتی چلی گئی اور پختہ ارادہ فرمالیا کہ واپس جاکر یہ کتاب ضرور لکھنی ہے۔

چنانچہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ یوم جمعہ کو اس کا افتتاح ہوا اور چھ ذی الحجہ سنہ مذکور میں اختتام ہوا۔

ضعف پیری اور بار بار کے پیشاب کی ضرورت کے باوجود اول سے آخر تک یہ کتاب باوضو ہوکر لکھی اور عشق نبویؐ میں ڈوب کر لکھی۔ ہر مرتبہ دارالتصنیف سے وضو کرنے کے لیے باہر آتے اور سخت موسم سرما میں بدقت و دشواری وضو کرکے اپنے مستقر تک پہنچتے۔

اسی حسن ادب اور غایت اہتمام کا یہ صلہ حضرتؒ کو بارگاہ نبویؐ سے ملا کر اپنے معاصرین پر سبقت پا جانے کی بشارت ملی۔

بھائی ماجد علی خاں بی۔ اچ۔ ڈی علیگ اپنے ایک مکتوب میں حضرت شیخ کو لکھتے ہیں۔

ماہ رمضان المبارک میں اعتکاف کے دوران حضور اکرم ﷺ نے بشارت دی تھی کہ زکریا رسالہ فضائل درود (لکھنے) کی وجہ سے اپنے معاصرین پر سبقت لے گیا۔

اس کے بعد بھائی ماجد علی خاں اپنا تاثر ان الفاظ میں لکھتے ہیں کہ اس ناکارہ کو اس پر تعجب بھی ہوا کہ حضرت والا کی احادیث کی اور دین کی محنت کی اور بھی خدمات ہیں جو بہت اونچی ہیں۔ لیکن بعد کو اشکال دفع ہوا اور دل میں یہ بات آئی کہ رسالہ فضائل درود حضرت والا کے عشق نبویؐ کی دلیل ہے اور اس اعتبار سے بھی حضرت والا دوسروں پر سبقت لے گئے ہیں۔

اس مکتوب ماجدی کا جواب حضرت شیخ نے ان الفاظ میں دیا۔ اللہ تعالیٰ خواب کو میرے اور تمہارے لیے مبارک کریں۔ پسند آنے کے واسطے اونچی چیز ہونا ضروری نہیں۔ کسی رنڈی کا کتے کو پانی پلانا بھی پسند آجاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا خواب میں دیکھنا اور اس کا معتبر ہونا تو احادیث صحیح سے ثابت ہے اور کشف میں احتمال غلطی کا ہے۔ حدیث میں بھی اس کا

کوئی ثبوت نہیں۔ فقط

عم محترم مولانا الحاج محمد عاقل صاحب زید شرفہ رئیس الاستاذہ جامعہ مظاہر العلوم سہارنپوری اس کی تالیف میں معین و مددگار رہے اور املاء کا شرف انہیں حاصل ہوا۔

اس کتاب میں پانچ فصلیں ہیں جو درود شریف کے فضائل اس کے نہ پڑھنے پر وعید۔ فوائد متفرقہ اور درود شریف کے متعلق پچاس حکایات پر مشتمل ہیں۔ کتاب کے کل صفحات ایک سو چھبیس (۱۲۶) ہیں۔

(۱) گجراتی زبان میں اس کے مترجم جناب ابراہیم اے پٹیل ہیں۔ یہ ترجمہ درج ذیل پتہ سے ۱۹۶۶ میں طبع ہو چکا۔

اسلامی کتب خانہ عالی پورہ دایا نوساری ضلع بلساڑ گجرات۔

(۲) تلگو زبان میں اس کا ترجمہ سید نور اللہ صاحب قادری ۱۹۶۶ء میں کر چکے ہیں۔ جس کے منگانے کے لیے پتہ یہ ہے۔

سید نور اللہ قادری لیکچرار عربی و فارسی عثمانیہ کالج۔ کرنول

(۳) پشتو زبان میں اس کا ترجمہ درج ذیل پتہ سے شائع ہو چکا۔ میاں حاجی محمد عبدالخالق، فضل مالک تاجران کتب قصہ خوانی پشاور صوبہ سرحد۔

(۴) فارسی میں اس کا ترجمہ مولانا محمد اشرف صاحب ایم۔ اے نے کیا ہے جو زیر طبع ہے۔

(۵) انگریزی میں اس کا ترجمہ جناب بھائی ماجد علی خاں پی۔ ایچ۔ ڈی علیگ نے کیا ہے۔ کتب خانہ عزیزیہ اردو بازار جامع مسجد دہلی سے مل جائے گا۔

انگریزی داں اصحاب کا کہنا ہے کہ یہ ترجمہ اپنی بہت سی خوبیوں میں منفرد حیثیت رکھتا ہے نیز اس کا ترجمہ جناب عبدالحی صاحب نے بھی کیا ہے جو غیر مطبوعہ ہے۔

(۶) ملیشیائی زبان میں اس کا ترجمہ جناب یعقوب صاحب انصاری نے کیا ہے جو زیر طبع ہے۔ پتہ یہ ہے۔

سنٹر آف اسلامک انفارمیشن آف پاکستانی ایسوی ایشن جالن کیگ جوان پلاؤ پینانگ ملیشیا۔

(۳) ....

یہاں تک فضائل کی ہر کتاب کا تعارف لکھا جا چکا۔ اب مزید چند باتیں سنیے:

(۱) ماضی قریب کی ایک عہد ساز شخصیت اور عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری نے حضرت شیخ کی ان تالیف کے متعلق بڑے بلند کلمات ارشاد فرمائے اپنی مختلف مجالس میں ان کی افادیت اور اہمیت بیان فرمائی حضرت کے یہاں عصر کے بعد کی عمومی مجلس میں فضائل کی یہ کتابیں مکرر سہ کرر پڑھی گئیں۔ کئی مرتبہ فرمایا کہ ان کتابوں میں بڑی نورانیت ہے۔

(۲) حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کے تو پیہم اصرار اور خواہش ہی پر یہ کتابیں لکھی گئیں۔ جیسا کہ ان مکتوبات (مندرجہ اکابر کے خطوط) سے معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک مکتوب میں حضرت شیخ کو تحریر فرماتے ہیں! میرا یوں جی چاہے کہ تبلیغ کے ہر نمبر کے متعلق ایک رسالہ آپ لکھ دیں۔

ایک دوسرے مکتوب میں اسی مضمون کو دوسرے انداز میں اس طرح تحریر فرمایا کہ!

اللہ کو منظور ہوا اور جیسے کہ آثار ہیں۔ یہ تبلیغ فروغ پکڑے گی تو ان شاء اللہ تمہاری تصانیف اور فیوض ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عرب و عجم کو سیراب کریں گے، اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دیں۱۔

(۳) راقم سطور کو سال گزشتہ اپنے نانا جان (حضرت شیخ زادمجدہ) کے سایہ عاطفت میں حجاز جانے کی سعادت میسر آئی تھی اور الحمد للہ ثم الحمد للہ تقریباً پورے سال مدینہ طیبہ میں رہنے کی دولت ملی تھی۔ وہاں کے قیام میں حضرت شیخ زادمجدہ اور ان کی تصانیف کے متعلق کتنے ہی منامات مبشرات اور رویائے صالحہ معتقدین اور صالح افراد کی زبانی سننے میں آئے لیکن ان میں وہ خواب ہر حیثیت سے فائق ہے جو خود حضرت شیخ نے دیکھا۔ آں مخدوم کا معمول اور دستور اس قسم کے منامات سنانے کا کبھی نہیں رہا نہ ہی اس کو بطور یادداشت محفوظ رکھنے کا اہتمام ہم نے دیکھا۔ وقتی اور سرسری طور سے کبھی ذکر تذکرہ آ گیا یا کبھی کسی خاص جذبہ کے تحت اپنے روزنامچہ میں درج کرا دیا تو خدام کو بھی اس کا پتہ چل گیا ورنہ وہ ''سربکنوں'' ہی بنا رہا۔ بہرکیف حضرت

۱ اکابر کے خطوط ص ۶۳ مطبوعہ کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

کی قدر و منزلت گھٹ جاتی ہے وہیں اس سے استفادہ اور اس کا مطالعہ محدود ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس موقع پر انھوں نے اپنی جانب سے عام طباعت کی اجازت دیتے ہوئے ایک اعلان اخبارات میں شائع کرایا تھا جس کا مضمون یہ تھا!

بندۂ ناکارہ نے جو رسائل تالیف کیے ہیں۔ حکایات صحابہؓ فضائل نماز وغیرہ نیز جو بھی اس ناکارہ کی تالیف ہے اردو کی ہو یا عربی کی نہ تو ان کا حق تالیف کسی کے لیے محفوظ ہے نہ کسی کو ان کی رجسٹری کرنے کا حق ہے۔ بندہ کی طرف سے ہر شخص کو اجازت ہے جس کا جی چاہے طبع کرالے۔ بشرطیکہ مضامین میں تصرف نہ کرے۔ البتہ یہ درخواست ضرور ہے کہ تصحیح کا حتی الوسع اہتمام کرے۔

زکریا کاندھلوی

مظاہر العلوم سہانپور۔ ۲۸ رجب ۱۳۶۵ھ

اس اعلان میں یہ چند چیزیں قابل غور ہیں جن کی اہمیت اب بھی اس طرح باقی ہے۔

(۱) اول یہ کہ ان کتب کی طباعت کی عام اجازت ہے لیکن حق طباعت کسی کیلئے بھی محفوظ نہیں ہے اور رجسٹری کرنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ دینی کتابوں کے رجسٹرڈ کرنے کے بارے میں حضرت شیخ کا مسلک ہمیشہ سے یہ ہے کہ یہ چیز شرعاً جائز نہیں۔ (اگرچہ بعض دیگر اکابر علماء نے مختلف وجوہات کی بنا پر اس کے جواز کا فتوئی دیا ہے) یہی مسلک قطب العالم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا ہے جیسا کہ فتاوی رشیدیہ میں بھی ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے دریافت کیا کہ حق تصنیف کتب کا ہبہ یا بیع یا ممنوع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس پر امام ربانی نے تحریر فرمایا کہ حق تصنیف کوئی مال نہیں جس کا ہبہ یا بیع ہو سکے لہٰذا یہ باطل ہے۔

اسی کا اثر ہے کہ جب ۱۹۶۵ء میں ایک مشہور و معروف تاجر کتب نے تبلیغی نصاب کے رجسٹرڈ کرانے کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا کاپی رائٹ آفس میں درخواست دی اور محکمہ نے بہ حیثیت مصنف ہونے کے حضرت شیخ سے براہ راست اس کی اجازت لی (اور اس وقت اس کاروائی کا آپ کو علم ہوا) تو انتہائی تکدر ہوا اور محکمہ کو اپنی طرف سے نامنظوری دینے کے بعد ان درخواست دہندہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ!

ایک سرکاری لفافہ رجسٹرڈ پہنچا' جس کا ترجمہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ آپ

اس ناکارہ کی کتابوں کو رجسٹری کرانا چاہتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو بہت تعجب کی بات ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ اس ناکارہ نے مولوی نصیر الدین کو ہمیشہ باوجود ان کے شدید اصرار کے رجسٹری کرنے کی کبھی اجازت نہیں دی۔ اگر یہ روایۃ صحیح ہے جو مجھے بتائی گئی ہے تو آپ کو میری طرف سے میری کتاب اب یا آئندہ چھاپنے کی کس طرح بھی اجازت نہیں ہے۔

فقط محمد زکریا عفی عنہ' ۱۵ اگست ۱۹۶۵ء

ایک دوسرے گرامی نامہ میں اپنے رنج و غم کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

ایک نہایت تکلیف دہ بات یہ پیش آئی کہ ایک سرکاری رجسٹری کل پہنچی جو انگریزی میں تھی۔ جس کا ترجمہ مجھے یہ بتلایا گیا کہ .... نے کوئی درخواست تبلیغی نصاب کی رجسٹری کی دی ہے اس کا جواب فوری طور پر بذریعہ رجسٹری حکومت کو بھیج دیا تھا اور ایک کارڈ رجسٹری میں نے خود بھی ان کی عالی خدمت میں بھیج دیا جس میں ان کو لکھ دیا کہ آئندہ سے میری کسی کتاب کے چھاپنے کی ضرورت نہیں۔

ان سے کہہ دیں کہ میری کتابوں کی اشاعت میں بجائے معین ہونے کے مانع تو نہیں بنا چاہیے تھا۔ تم لوگوں کی خود غرضیاں' نفس پروریاں دینی کتابوں کی اشاعت گوارا نہیں کرتیں۔

کل دوپہر کی بھی نیند نہیں آئی اور رات بھی اسی کلفت میں تقریباً ایک بجے تک نیند نہیں آئی۔

فقط والسلام

محمد زکریا کاندھلوی ۸۔۴۔۸۵ھ

(۲) دوسرے یہ کہ مضامین میں تصرف کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں بلکہ وہی عبادت' وہی طرز و اسلوب باقی رکھا جائے جو مصنف کا اختیار کردہ ہے۔ اب سے تقریباً بائیس سال پیشتر لاہور کے ایک کتب فروش نے حکایات صحابہ کے متعلق اس چیز کی اجازت منگائی تھی کہ اس کی زبان میں تغیر کر دیا جائے اور اس کا جو طرز ہے اس کو بدل کر دہلی کی زبان کے مطابق بنا دیا جائے تو آں مخدوم نے کھلے طور پر ایسا کرنے

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

سے منع فرما دیا تھا اور لکھ دیا تھا کہ عبارت یا الفاظ میں تغیر و تبدل یا حذف کی میری طرف سے ہرگز اجازت نہیں۔ ا۔ھ

تاہم اس کی اجازت ضرور ہے کہ ان کتابوں کی تلخیص کوئی صاحب اپنے طور پر اگر شائع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں لیکن تلخیص و اختصار اور قطع و برید دو الگ الگ چیزیں ہیں اس کا خیال رکھیں۔

نیز یہ کہ اس کو تلخیص ہی کے نام سے شائع کریں تا کہ قارئین کو اصل کتاب سے اشتباہ نہ ہو جائے۔

اسی طرح اگر کوئی خاص مضمون اشتہار پمفلٹ اور کتابچہ کی صورت میں کوئی صاحب طبع کرانا چاہیں تو کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس نوع کے پمفلٹ وغیرہ بکثرت شائع ہوتے رہتے ہیں۔

حال ہی میں جناب ابن غوری صاحب ایم۔اے دکن نے ان کتب فضائل سے اخلاق اور اخلاص کے مضامین مرتب کر کے فضائل اخلاق و اخلاص کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی ہے جو شاپنگ کارنر جامع مسجد معظم پورہ حیدر آباد نمبر ۱ سے شائع ہو چکی۔

(۳) تیسری چیز یہ کہ تصحیح کا خاطر خواہ اہتمام کریں۔ کیونکہ بسا اوقات کتابت کی غلطی سے مضمون بالکل بدل جاتا ہے اور وہ معنے پیدا ہو جاتے ہیں جس کی طرف مصنف کا ذہن بھی نہیں جاتا۔

کلکتہ میں چند سال پیشتر ایک صاحب نے فضائل کی کوئی سی کتاب طبع کرائی اور کاتب کی غلطی سے ایک سطر درمیان میں چھوٹ گئی جس کی وجہ سے معنے و مفہوم دونوں بدل گئے۔

جب یہ مضمون وہاں کی مقامی مسجد میں سنایا گیا تو اس پر ایک صاحب نے اعتراض کیا جو بالکل صحیح تھا۔ اہل تعلق اس غلطی کو واضح طور پر سمجھ نہ سکے اس لیے کبیدہ خاطر ہوئے۔ طے پایا کہ حضرت شیخ سے براہ راست استفسار کیا جائے۔ چنانچہ طرفین سے خط و کتابت ہوئی اس پر حضرت شیخ نے اس کتاب کی اصل اور صحیح عبارت لکھ کر بھیجی تب کہیں جا کر یہ غلط فہمی رفع ہوئی۔ اس لیے اہل مطابع کے لیے ضروری ہے کہ وہ تصحیح کا بطور خاص اہتمام کریں۔

اسی طرح دوسرے مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے والوں پر اس کی پوری پوری ذمہ داری ہے کہ وہ ترجمہ کرتے وقت اصل مضمون کو نہ بدلیں اور نہ ہی اپنی طرف سے کچھ اضافہ کریں۔ کیونکہ اول تو دوسرے کی کتابت میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کرنا جائز کہاں ہے؟ اور دوسرے یہ کہ عام سمجھنے والے اس کو بھی مصنف کا مضمون سمجھیں گے۔

مترجمین کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنا ترجمہ دو تین معتمد اور ذمہ دار حضرات کو دکھلا دیں تا کہ اغلاط کا امکان کم سے کم رہے۔

ترجمہ کرنے والے حضرات اس کا بھی دھیان رکھیں کہ آیات قرآنیہ اور احادیث شریفہ کی عبادتیں عربی میں ہی رکھیں۔ صرف ان کے ترجمے نقل کر دینے پر کفایت نہ کریں۔ کیونکہ اصل عربی عبارات نقل کرنے میں ان دونوں کی عظمت زیادہ محسوس ہوگی اور لطف دوبالا ہوگا۔

(۶)

ایک ضروری تنبیہ

فضائل کی کتابوں میں بالخصوص حکایات صحابہ میں دین کے ساتھ سچی محبت اور تعلق رکھنے والوں کے ایسے بلند پایہ اور اونچے واقعات لکھے ہوئے ہیں جن پر ایک عام آدمی بالخصوص وہ شخص جس کو دین اور اہل دین سے کچھ تعلق نہ ہو اعتماد نہیں کرے گا اور جب بھی تنقیدی نظر سے دیکھے گا تو اس قسم کے واقعات اس کی نظر میں ہفوات اور لغویات ہی ہوں گے اور تنقید کیے بغیر اس کو چارۂ کار نہ ہوگا۔ ایسے حضرات سے تو کچھ عرض کرنا بے سود ہے اور غیر مفید۔

لیکن وہ حضرات جن کے دل میں یہ واقعات پڑھ کر دینی اعمال پر چلنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اکابر مشائخ کے معمولات اور ان کے زہد و تقویٰ اور فقر و فاقہ کی بیش قیمت زندگی کو رشک کی نگاہ سے دیکھ کر وہی اعمال و اشغال کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کے لیے حضرت شیخ زادمجدہ کی جانب سے ایک اہم تنبیہ (بلکہ زیادہ مضبوط الفاظ میں ایک حکم) یہ ہے کہ ان واقعات اور معمولات کو قدر کی نگاہ سے تو ضرور دیکھیں مگر عمل اسی قدر کریں جس کا آسانی سے تحمل ہو سکے اور قوائے جسمانیہ اس

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

کو برداشت کر سکیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ پہلے سے جن اعمال دینی میں اشتغال تھا وہ بھی زیادہ کی حرص میں ختم ہو جائیں۔

راقم سطور کے پاس کتنے ہی خطوط ایسے محفوظ ہیں جن میں اہل تعلق نے جذبہ دینی سے سرشار ہو کر اور ان واقعات سے متاثر ہو کر ایسے اعمال و اشغال کی اجازت طلب کی۔ جو ان کی حیثیت اور قوت برداشت سے کہیں بڑھ کر تھے مگر حضرت شیخ نے سختی سے ان کو منع فرما دیا اور مختلف انداز سے اس کی ممانعت فرمائی۔

ان خطوط کے جوابات میں ایک طرف تو ان لوگوں کی دلجوئی اور ہمت افزائی کا پہلو محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ دوسری طرف خود ان معمولات اور واقعات کی اہمیت اور افادیت سنبھالنی ہوتی ہے جن پر عمل کرنے کے وہ مشتاق ہوتے ہیں۔ اس لیے عام طور سے آں مخدوم اس نوع کے شائقین کو اس طرح کے جوابات دیتے ہیں۔

ہر چیز میں اتباع کی کوشش ضرور کیجیے۔ بشرطیکہ اس کا تحمل ہو۔ تحمل سے زائد کوئی چیز اختیار نہ کریں۔

ظاہری اسباب معیشت کو ترک کرنا بہت اونچے درجہ کی چیز ہے ابھی اپنے آپ کو اتنا اونچا نہیں سمجھنا چاہیے۔ آپ کا جذبہ بہت مبارک ہے مگر اس پر عمل ابھی ہرگز نہ کریں۔

امتی کو بمقتضائے عقیدت و محبت ہر وقت اس جستجو میں رہنا چاہیے کہ ہر بات میں اپنی استطاعت کے موافق اتباع نصیب ہو اور جس چیز میں کسی مجبوری سے نہ ہو سکے اس میں اپنے کو کوتاہ اور حضور اکرم ﷺ کے معمول کو مرغوب کرنے کی سعی ہو اور اسی کے لیے صحابہ کرام کی زندگی کے واقعات پڑھے اور پڑھائے۔

فضائل صدقات پڑھ کر ایک صاحب نے کانپور سے اپنے دلی جذبات اس طرح تحریر کیے تھے۔

فضائل صدقات پڑھنے سے بہت کچھ معلوم ہوا اس سے پہلے ان صدقات کا علم نہیں تھا اور ایسی کتاب کبھی نہیں دیکھی تھی۔ آپ دعا کریں کہ میری زندگی فضائل صدقات کے مطابق ہو جائے۔

حضرت شیخ زادمجدہ اگر صرف ایک عامی مصنف ہوتے تو خوش ہو جاتے کہ

اللہ اکبر میری کتاب کی یہ پذیرائی اور اثر انگیزی' فوراً جواب لکھ دیتے کہ میاں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر الگ ہو جاؤ۔ کیسے متعلقین اور کہاں کے حقوق۔ مگر اللہ رے شان تفقہ و احتیاط اور عامل بر قرآن والسنۃ جواب لکھا تو یہ لکھا:

یہ ناکارہ دعا کرتا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اس ناکارہ کو بھی اور آپ کو بھی اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے لیکن اس رسالہ میں بھی بار بار تنبیہ کر چکا ہوں کہ اپنی ضروریات' احوال کی رعایت اور متعلقین کے حقوق کی حفاظت اہم ہے۔ اس کا لحاظ ضرور رکھا جائے۔

ہم لوگ اپنے ضعف کی وجہ سے ان حضرات اکابر کے اتباع کے متحمل نہیں ہیں۔ اس لیے کوشش تو اپنے آپ کو اس طریق پر تحمل کی ضرور کی جائے مگر تحمل سے زیادہ کوئی عمل اقدام ہرگز نہ کیا جائے' اور کوئی غیر معمولی اقدام اگر کیا جائے تو مشورہ اس میں ضرور کر لیا جائے۔

خود حضرت شیخ زادمجدہ نے اپنی تالیف حکایات صحابہ میں اس چیز کی وضاحت ان الفاظ کے ساتھ کی ہے کہ:

اس قسم کے سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں واقعات ان حضرات کرام کے ہیں ان کا اتباع نہ اب ہو سکتا ہے۔ نہ ہر شخص کو کرنا چاہیے کہ قویٰ ضعیف ہیں جن کی وجہ سے تحمل بھی ان کا اس زمانہ میں دشوار ہے۔ اسی وجہ سے اس زمانہ میں مشائخ تصوف ایسے مجاہدوں کی اجازت نہیں دیتے جس سے ضعف پیدا ہو کہ قوتیں پہلے ہی سے ضعیف ہیں۔ ان حضرات کو اللہ جل شانہ نے قوتیں بھی عطا فرمائی تھیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اتباع کی خواہش اور تمنا ضرور رکھنا چاہیے کہ اس کی وجہ سے آرام طلبی میں کچھ کمی واقع ہو اور نگاہ کچھ تو نیچی رہے اور اس زمانہ کے مناسب اعتدال پیدا ہو جائے۔ (حکایات صحابہ سوم)

بہرکیف آں مخدوم کی جانب سے اس پر ہر وقت تنبیہ ہے کہ اپنے تحمل سے بڑھ کر کوئی عمل ایسا نہ کیا جائے جس سے بعد میں دقت و دشواری ہو۔ اتنی دار و گیر اور تنبیہات کے بعد بھی کوئی شخص اگر اسباب و وسائل کو ترک کر کے توکل کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کرنا چاہے تو بسم اللہ آگے بڑھے اور ترقی کرے' مگر خود اپنے اوپر اس کی ذمہ

داری رکھے۔ حضرت مخدوم اور ان کی تالیفات اس سے بری ہوں گی۔

(۷) ....

بات جب کتب فضائل کے متعلق نکل چلی تو اس سلسلہ میں اتنا اور عرض ہے کہ تبلیغی حضرات کو دعوتی اور اجتماعی کام کے دوران صرف ان ہی کتب فضائل کو مطالعہ میں رکھنے پر جو زور دیا جاتا ہے اس کا منشا صرف یہ ہے کہ یہ کتابیں تبلیغی تحریک کے بنیادی اصول کے موافق ہیں اور تحریک کے اصول اور مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں۔

مثال کے طور پر دیکھیے تبلیغی جماعت کا ایک بہت قدیم اور ابتدائی اصول ہے کہ جماعت اور تبلیغی اجتماعات میں مسائل ہرگز نہ بیان کیے جائیں، صرف فضائل اور ترغیب وترہیب سے کام لیا جائے۔ حضرت اقدس تھانوی جیسے مصلح اور حکیم الامت نے بھی تجربہ سے اس کو موثر اور اس کا نافع ہونا بتلایا ہے اور مجمع عام میں مسائل بیان کیے جانے پر چند نقصان دہ واقعات لکھے ہیں بعض ان میں سے خود حضرت اقدس تھانوی کو پیش آئے۔ چنانچہ افاضات یومیہ میں لکھنو کا ایک واقعہ سود کے مسائل بیان فرمانے کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ میں نے چند مسائل ربوا (سود) کے متعلق ایک دم سے بیان کر دیے۔ سامعین میں بعض مسائل میں اختلاف ہو گیا۔ میرے پاس مکرر تحقیق کے لیے آئے الخ۔ اس اختلاف سے حضرتؒ نے خود بھی نتیجہ نکالا ہے کہ مجمع عام میں مسائل نہ بیان کیے جائیں۔

آپ دیکھیں گے کہ فضائل کی ان کتب میں شاذ ونادر ہی مسائل لکھے گئے ہیں ورنہ ان کے لکھنے سے قصداً احتراز ہی کیا گیا۔ خواہ وہ اجماعی مسائل ہوں یا اختلافی۔

ویسے بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے پسندیدہ اعمال واخلاق میں (جن پر فضائل کی کتب میں زیادہ مواد جمع کیا گیا ہے) ایسی برکات رکھی ہیں کہ ان کے اختیار کرنے سے آہستہ آہستہ خود ہی منکرات ومعاصی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اکابر تبلیغ مسلمانوں کے مزاج، عادات اور بڑھتی ہوئی بے دینی اور مغرب پسندی کو دیکھتے ہوئے ابتداء سے ہی یہ طے کیے ہوئے ہیں کہ ان کے سامنے معروف کے فضائل اور اس کی خوبیاں تو علی الاعلان بیان کریں، مجامع میں اس کے فوائد بتلائیں اور ترغیب دیں۔ لیکن عمومی مجالس میں منکرات پر روک ٹوک نہ کی جائے کہ

اس سے بددلی اور ناشاد ہونے کا اندیشہ ہے۔ پھر بددلی کے بعد ان کا اجتماعات میں شریک ہونا بھی جاتا رہے گا۔ الحمد للہ اس اصول کی وجہ سے کتنی ہی جگہ جماعت کو کھل کر محنت کرنے اور مثبت ثمرات حاصل کرنے کا موقعہ ملا اور ہر مسلک کے آدمیوں کو سر جوڑ کر بٹھا دیا۔ فضائل کی ان کتابوں میں اس اصول کی بھی بڑی رعایت ملے گی۔

ابھی ماضی قریب میں ایک بابرکت اسلامی ملک کے ایک مشہور ادارہ کے چند درد مند حضرات نے اپنے طرز اور اپنے اصولوں پر تبلیغی کام شروع کیا اور باہر جماعت بھیجی اس جماعت نے بڑے شدومد کے ساتھ حلال وحرام کے مسائل بیان کیے منکرات پر سختی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دین سے دور رہنے والے واپس آ گئے اور اس عزم واستقلال کے ساتھ واپس آئے کہ اب دوبارہ واپس نہیں جائیں گے۔

اس کے بعد ان حضرات نے جب جماعت تبلیغ کے ذمہ داروں سے ملاقات کی اور ان سے کام کے اصول اور طریقے معلوم کیے بالخصوص فضائل اعمال سنانے کی حکمتیں اور مجمع عام میں منکرات پر تنبیہ نہ کرنے کی وجوہ سنیں تو وہاں کی ایک بڑی ذمہ دار اور اہم شخصیت نے یہ جواب دیا۔ واللہ فعلک بالحکمۃ۔

بہرکیف خدانخواستہ کتب فضائل کے نصاب میں داخل کرنے اور اس کی ترغیب دینے سے منشا یہ نہیں کہ اتنی بڑی جماعت کے ہزاروں اور لاکھوں افراد کی زندگیاں ان ہی چند کتب میں محصور کر کے رکھ دی جائیں اور بقیہ لاکھوں دینی ومذہبی کتابوں سے استغنا اور استخفاف کا بیج ان کے دل میں بو دیا جائے۔

اگر یہ ممانعت والی بات صحیح ہوتی تو حضرت شیخ الحدیث زید شرفہ (جن کا تبلیغی جماعت کے ساتھ تعلق اور اس کی سرپرستی ونگہداشت سب پر آشکارا ہے) کے ان معمولات میں جو متوسلین اور مریدین کے لیے لکھے گئے ہیں (اور جن میں تبلیغی جماعت کا بھی ایک بہت بڑا حلقہ شامل ہے) تعلیم الطالب، حیواۃ المسلمین، تعلیم الدین وغیرہ کے مطالعہ میں رکھنے کی ترغیب وتحریض نہ ملتی۔

کتنے ہی خطوط آں مخدوم کے ایسے دیکھے جا سکتے ہیں جن میں دیگر علماء اور اکابر امت سے استفادہ کرنے اور ان کی تصانیف کو مطالعہ میں رکھنے کا مشورہ دیا گیا ہے کسی مخصوص ماحول کی درستگی واصلاح کے لیے مختلف افراد کو خود حضرت شیخ کی جانب

سے حضرت اقدس تھانوی، شیخ الاسلام حضرت اقدس مدنی، حکیم الاسلام مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب، مفتی اعظم حضرت مولانا الحاج کفایت اللہ صاحب دہلوی وغیرہ حضرات کی تالیفات مطالع میں رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔

(۸)

اس مقدمہ میں جن امور کے لکھنے کا خیال تھا والحمد للہ قریب قریب سب لکھے جا چکے۔ اب اخیر میں دو چیزیں مزید لکھ کر اس مضمون کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

فضائل کی کتب میں جو احادیث و روایات ذکر کی گئی ہیں وہ اکثر صحاح ستہ یعنی بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ سے لی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے کتابوں سے مدد لی گئی ہے، جو کچھ لکھا گیا وہ قدماء اور اسلام کے فرمودات اور اقوال کی روشنی میں لکھا گیا ہے اور معتمد و معتبر کتابوں سے منقول ہے۔

حضرت شیخ زادمجدہ خود ہی فضائل قرآن مجید کی ابتدائی سطور میں تحریر فرماتے ہیں۔

وما لابد من التنبيه عليه انى اعتمدت فى التخريج على المشكوٰة و تخريجه و شرحه المرقاة شرح الاحياء للسيد محمد المرتضىٰ والترغيب للمنذرى وما عزوت اليها للكثرت الاخذ عنها وما اخذت عن غير ها عزوته الى ماخذه.

یعنی اس جگہ ایک ضروری امر پر تنبیہ کرنا بھی لابدی (ضروری) ہے وہ یہ کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں مشکوٰۃ، تنقیح الروۃ، مرقات اور احیاء العلوم کی شرح اور منذری کی ترغیب پر اعتماد کیا ہے اور کثرت سے ان سے لیا ہے۔ اس لیے ان کے حوالے کی ضرورت نہیں سمجھی البتہ ان کے علاوہ کہیں اور سے کچھ لیا ہے تو اس کا حوالہ نقل کر دیا ہے۔

فضائل کی تمام کتب میں اسی مضمون بالا کی رعایت موجود ہے اور بطور خاص فضائل قرآن مجید میں اس چیز کی توضیح اس وجہ سے کی گئی تھی کہ یہ اس سلسلہ کا پہلا رسالہ تھا۔ جو روایات ضعیفہ ذکر کی گئی ہیں ان کے لیے بطور خاص بہت سے طرق اور شواہد تحریر کیے گئے ہیں کیونکہ ضعیف روایت کے لیے اگر دوسرے طرق سے تائید اور شہادت پیش کر دی جائے تو اس کو ایک حد تک تقویت مل جاتی ہے۔ یہی وہ ضابطہ ہے

جو محدثین کے یہاں الحدیث الضعیف یشد بعضہ بعضاً جیسے الفاظ سے لکھا ہوا ملتا ہے۔

نیز روایت کی جو بھی نوعیت تھی وہ بالا کم وکاست متن میں عربی ہی میں لکھ دی گئی تا کہ کسی روایت کے متعلق کوئی خلجان اگر پیدا ہو تو وہیں سے اس کا دفعیہ بھی ہو جائے اور یہ چونکہ اہل علم کے ذوق کی اور ان ہی کے سمجھنے کی چیز تھی اس لیے عربی میں لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر تو حضرت مصنف زادمجدہٗ نے بڑی بڑی طویل عبارات تحریر فرما کر ان روایات کی حیثیت متعین کی ہے اور شہادتیں پیش کی ہیں۔

اس سلسلہ میں خود حضرت شیخ زادمجدہٗ کی یہ تحریر بالکل کافی ہے، جو ایک خط کے جواب میں لکھی گئی ہے۔

فضائل کی روایات کے متعلق اصولاً یہ ذہن میں ہے کہ فضائل میں معمولی ضعف قابل اغتفار ہے۔ اس لیے جن روایات کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اس اصول کی رعایت کی گئی ہے اور جن روایات پر کسی نے کلام کیا ہے۔ اس کو ظاہر کر کے اس کے انجبار ضعف کی دلیل بھی ظاہر کر دی گئی۔ اس چیز کا تعلق چوں کہ عوام سے نہیں تھا بلکہ اہل علم سے تھا اس لیے اس کو عربی میں لکھا کہ عوام کی عقول سے یہ چیزیں بالاتر تھیں۔ اگر جناب کے خیال میں ایسی روایات ہوں جن کا ضعف ناقابل انجبار ہو تو بے تکلف نشان دہی فرما دیں۔ غور کے بعد ان کو حذف کیا جا سکتا ہے۔

اس ناکارہ نے تو اس میں صرف اپنی رائے پر مدار نہ رکھا تھا بلکہ متعدد اہل علم بالخصوص مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ (مظاہر العلوم) اور قاری سعید احمد صاحب مفتی (اعظم) مدرسہ سے حرفاً حرفاً ان پر اولاً نظر ثانی کرائی تھی اور جن چیزوں پر ان میں سے کسی نے بھی گرفت کی ان کو قلمزد کر دیا تھا، اسی بنا پر ان میں سے ہر رسالہ میں تقریباً ایک ربع یا ایک خمس کے قریب اصل مسودہ سے کم ہے۔

"اس کے بعد بھی یقیناً ان میں کمی کی بہت گنجائش ہے۔" فقط

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

فہرست ماخذ کتب فضائل

نمبر شمار	تصنیف	مصنف
۱۔	بخاری شریف	ابو عبداللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم م ۲۵۶ھ
۲۔	فتح الباری	ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی م ۸۵۲ھ
۳۔	اسد الغابہ	علامہ ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ
۴۔	درمنثور	علامہ جلال الدین سیوطی م ۹۱۱ھ
۵۔	خصائص کبریٰ	علامہ سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
۶۔	تاریخ خمیس	شیخ حسین محمد ابن الحسن م ۹۶۶ھ
۷۔	بیان القرآن	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی م ۱۳۶۲ھ
۸۔	جمع الفوائد	محمد بن محمد سلیمان م ۱۰۹۴ھ
۹۔	تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین، عبدالرحمن سیوطی۔ م ۹۱۱ھ
۱۰۔	اشہر مشاہیر اسلام	رفیق بک العظم
۱۱۔	مشکوٰۃ شریف	ابوعبداللہ ولی الدین محمد بن عبداللہ العمری م ۷۳۷ھ
۱۲۔	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام امام غزالی۔ م ۵۰۵ھ
۱۳۔	مسلم شریف	ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری م ۲۶۱ھ
۱۴۔	قیام اللیل	ابونصر محمد بن احمد بن علی مروزی م ۲۸۴ھ
۱۵۔	ترمذی شریف	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی م ۲۷۹ھ
۱۶۔	شمائل ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی م ۲۷۹ھ
۱۷۔	تذکرۃ الحفاظ	شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی۔ م ۷۴۸ھ
۱۸۔	بذل المجہود	حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی۔ م ۱۳۴۶ھ
۱۹۔	شفا	قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الحصیب م ۵۴۴ھ

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

۲۰۔	ابوداؤد شریف	ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی م ۲۷۵ھ
۲۱۔	موطا امام مالک	ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک۔ م ۱۷۹ھ
۲۲۔	کتاب الاموال	امام ابوعبید القاسم بن سلام
۲۳۔	اقامۃ الحجۃ	حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی
۲۴۔	بیہقی	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی م ۴۵۸ھ
۲۵۔	درایہ	حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ۔
۲۶۔	اصابہ	حافظ ابن حجر العسقلانی الشافعی۔ م ۸۵۲ھ
۲۷۔	قرۃ العیون	شیخ ابواللیث سمر قندی م ۶۰۶ھ
۲۸۔	تفسیر عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ م ۱۲۳۹ھ
۲۹۔	طبقات	محمد بن سعد کاتب الواقدی م ۹۰۳ھ
۳۰۔	کتاب الامۃ والسیاسۃ	عبداللہ بن مسلم
۳۱۔	تلقیح فہوم الاثر	جمال الدین، عبدالرحمن بن الجوزی۔ م ۵۹۷ھ
۳۲۔	مسند احمد	ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبلؒ م ۲۴۱ھ
۳۳۔	مقدمہ اوجز المسالک	حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب
۳۴۔	ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی م ۲۷۳ھ
۳۵۔	سنن دارمی	ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن تمیمی دارمی م ۲۵۵ھ
۳۶۔	استیعاب	حافظ ابن عبدالبر مالکی م ۴۶۳ھ
۳۷۔	طبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب م ۳۶۰ھ
۳۸۔	نسائی	ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی م ۳۰۳ھ
۳۹۔	الترغیب والترہیب	ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری م ۶۵۶ھ
۴۰۔	ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان م ۳۵۴ھ
۴۱۔	مسند حاکم	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد م ۴۰۵ھ
۴۲۔	الزواجر	امام ابن حجر المکی الہیثمی م ۹۷۳ھ
۴۳۔	مسند بزار	ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار م ۲۹۲ھ
۴۴۔	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ م ۲۳۵ھ

۴۵۔	مسند ابویعلیٰ	احمد بن علی بن المثنیٰ الموصلی م ۳۰۷ھ
۴۶۔	سنن دار قطنی	ابوالحسن علی بن عمر بن احمد م ۳۸۵ھ
۴۷۔	شرح السنة	حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی م ۵۱۶ھ
۴۸۔	حلیة الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی۔ م ۴۳۰ھ
۴۹۔	رحمة المهداة	علامہ ابوالخیر نورالحسن خان الحسینی
۵۰۔	کنزالعمال	علامہ علی متقی برہان پوری۔ م ۹۷۵ھ
۵۱۔	مسند ابن خزیمہ	ابوبکر محمد بن اسحٰق ابن خزیمہ م ۳۱۱ھ
۵۲۔	مسند الفردوس	ابومنصور الدیلمی
۵۳۔	مسند ابوعوانة	یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم نیشاپوری
۵۴۔	زاد السعید فی ذکر النبی الحبیب	حضرت اقدس تھانوی م ۱۳۶۲ھ
۵۵۔	القول البدیع فی الصلوٰة علی الحبیب الشفیع	علامہ شمس الدین محمد بن ابن بکر السخاوی شافعی م ۹۰۲ھ
۵۶۔	روض الفائق	شیخ شعیب الحریفیش
۵۷۔	نزهة البساتین	ابومحمد عبداللہ بن اسعد یمنی یافعی
۵۸۔	حرزثمین فی مبشرات	سند ہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب النبی الامین م ۱۱۷۶ھ
۵۹۔	یوسف زلیخا	مولانا عبدالرحمٰن جامی
۶۰۔	قصائد قاسمی	قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی م ۱۲۹۷ھ
۶۱۔	احکام القرآن	حجة الاسلام ابوبکر احمد بن علی رازی الجصاص م ۳۷۰ھ
۶۲۔	عینی شرح بخاری	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی م ۸۵۵ھ
۶۳۔	مرقاة شرح مشکوٰة	علامہ نورالدین علی بن سلطان محمد ہروی م ۱۰۱۴ھ
۶۴۔	مظاہر حق	نواب قطب الدین خان بہادر۔ م ۱۲۸۹ھ
۶۵۔	فتاویٰ عالمگیری	از علمائے ہندوستان، درعہد حضرت عالمگیرؒ

۶۶۔	عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد	ابوعبدالرحمٰن شریف الحق المعروف بہ مولانا محمد اشرف صاحب عظیم آبادی م ۱۳۲۶ھ
۶۷۔	تنبیہ الغافلین	شیخ ابواللیث سمرقندی۔ م ۶۰۶ھ
۶۸۔	جمل	شیخ سلیمان الجمل
۶۹۔	حصن حصین	شیخ شمس الدین محمد بن محمد الجزری الشافعی م ۸۲۳ھ
۷۰۔	مجمع الزوائد	حافظ نورالدین الہیثمی۔ م ۸۰۷ھ
۷۱۔	کوکب الدری	حضرت شیخ زادمجدہ
۷۲۔	حجة اللہ البالغہ	مسند ہند شاہ ولی اللہ صاحب۔ م ۱۱۷۶ھ
۷۳۔	مقاصد حسنہ	شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی م ۹۰۲ھ
۷۴۔	جامع اصغیر	ابوالفضل عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطی م ۹۱۱ھ
۷۵۔	تفسیر کبیر	عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر م ۷۷۴ھ
۷۶۔	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم م ۷۴۱ھ
۷۷۔	اتحاف السادة المتقین	سید محمد ابن محمد الحسینی الزبیدی م ۱۲۰۵ھ
۷۸۔	مستدرک حاکم	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیساپوری م ۴۰۵ھ
۷۹۔	ارواح ثلاثہ	ترتیب، مولانا ظہورالحسن صاحب کسولوی مظاہری۔
۸۰۔	تہذیب التہذیب	شیخ الاسلام احمد بن علی بن حجر عسقلانی م ۸۲۵ھ
۸۱۔	مسامرات	شیخ اکبر ابن عربی
۸۲۔	ریاض الریاحین	ابومحمد عبداللہ بن اسعد یمنی یافعی
۸۳۔	مشیر العزم	جمال الدین عبدالرحمٰن بن الجوزی م ۵۹۷ھ
۸۴۔	الکامل	عزالدین علی بن محمد المعروف بہ ابن اثیر جزری م ۶۳۸ھ

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

تنبیہ

اس فہرست ماخذ میں وہ کتابیں شامل نہیں جن کے اسماء حضرت مصنف زاد مجدہٗ نے کسی حدیث پر کلام کرتے ہوئے یا شواہد کے طور پر لکھے ہیں۔ بلکہ صرف وہ کتابیں ہیں جن کا ذکر بطور ماخذ ومصادر کے آیا ہے۔

والحمد للہ اولاً وآخراً

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ وصل اللہ تبارک وتعالیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وازواجہ وذریاتہٖ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

بندہ محمد شاہد غفرلہٗ سہارنپوری

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

یکم صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

مطابق ۱۳/فروری ۱۹۷۵ء، جمعرات

اشکالات وجوابات

فضائل قرآن مجید

مکتوب نمبر ۱ ....

جناب قبلہ وکعبہ محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

عرض یہ ہے کہ آپ کے رسالہ "فضائل قرآن" میں یہ پڑھا ہے کہ قرآن شریف کا سمجھ کر یا بلا سمجھ کر پڑھنا ہر حال میں مستحق اجر ہے۔ یہ تو حدیث پاک سے ثابت ہے لیکن ایک جگہ یہ بھی پڑھنے میں آیا ہے کہ قرآن شریف صرف پڑھنے کے لیے نازل نہیں ہوا۔ تو اس سے کیا مراد ہے؟ اور اس قسم کے مضمون کا بیان غیر عالم کر سکتا ہے یا نہیں؟

فقط والسلام

جواب

عنایت فرمایم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون، عنایت نامہ پہنچا۔ آپ نے جو "فضائل قرآن" کے متعلق اشکال لکھا وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ دونوں مضمون تو حدیث پاک کے ہیں کہ قرآن پاک کا بغیر سمجھے پڑھنا بھی اجر سے خالی نہیں۔ دوسرے یہ بات کہ قرآن پاک عمل کے واسطے نازل ہوا ہے یہ بھی ظاہر ہے۔ دراصل قرآن پاک اسی لیے نازل ہوا ہے کہ آدمی اس کو سمجھ کر پڑھے اور اس پر عمل کرے لیکن بغیر سمجھے پڑھنے پر بھی اجر کا ملنا یہ اللہ کا احسان ہے۔ آپ نے لکھا کہ اس قسم کا مضمون غیر عالم بیان کر سکتا ہے یا نہیں۔ بندہ کا خیال ہے کہ غیر عالم کو کتاب پڑھ کر سنا دینی چاہئے اور اپنی طرف سے اس قسم کے مضمون کو بیان نہیں کرنا چاہئے کہ اس میں اشکالات پیدا ہوجاتے ہیں اور غیر عالم کی تعبیر میں یہ بھی اشکال ہے کہ ممکن ہے کہ تعبیر میں کوئی غلطی ہوجائے لیکن کتاب میں جو لکھا ہے اس کے سنا دینے میں کوئی حرج نہیں"۔

فقط محمد زکریا ۸ ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ

مکتوب نمبر ۲ ....

مخدومنا المکرّم جناب حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گذارش ہے کہ بندہ حافظ قرآن ہے لیکن بہت جلد بھول جاتا ہوں۔ آج آپ کی تصنیف چہل حدیث ''فضائل قرآن'' پر نظر پڑی۔ اس میں حفظ قرآن کی ترکیب جو حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو بتلائی تھی، دیکھی۔ جی چاہتا ہے کہ اس کو پڑھوں۔ مگر اس میں ایک چیز سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ یہ کہ اس میں جناب نے لکھا ہے کہ چوتھی رکعت کے بعد التحیات سے فارغ ہو کر خوب حمد وثنا درود علی الانبیاء واستغفار علی المؤمنین کے بعد دعا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِی بترک المعاصی ابداً پڑھے۔

تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ سب چیزیں نماز سے فارغ ہو کر یعنی سلام پھیر کر کرے یا التحیات کے بعد حمد وثنا اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔ میں نے اس سے قبل یہی عمل کیا تھا تو سلام پھیرنے کے بعد حمد وثنا اور دعا مانگا کرتا تھا۔ امید ہے جناب مطلع فرمائیں گے''۔

جواب

عنایت فرمائیم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔ وہ دعا اگر حفظ یاد ہو تو سلام پھیرنے سے قبل اچھا ہے، ورنہ سلام پھیرنے کے بعد دیکھ کر پڑھ لے''۔

فقط محمد زکریا ۲ رجب ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۳ ....

عنایت فرمائیم زیدت عنایاتکم۔ السلام علیکم!

میں عالم نہیں ہوں مگر عالموں کی صحبت میں رہا ہوں۔ اس لیے کچھ باتیں معلوم ہوگئیں۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نوراللہ مرقدہٗ سے ساٹھ برس سے اوپر کی ملاقات تھی۔ جب وہ مدرسہ جامع العلوم کانپور میں پڑھاتے تھے۔ ان سے آخر تک ملاقات رہی۔ آپ کی کتاب فضائل قرآن کی چہل حدیث دیکھی، نہایت عمدہ کتاب

ہے مگر اس کے صفحہ بیس پر یہ حدیث لا اقوال الم حرف بل الف حرف ولام حرف ومیم حرف اس کے بعد لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ الم سے سورہ بقرہ کا شروع مراد ہے یا الم ترکیف الخ

سوال یہ ہے کہ یہ کس کا قول ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ تو بالکل صاف ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ بقرہ کا شروع مراد ہے۔ اس لیے کہ اس میں تین حرف ہیں اور الم تر میں دو حرف ہیں۔ ایک الف' دوسرے لم۔

جواب

عنایت فرمائیم سلمہ۔ بعد سلام مسنون۔ آپ نے چہل حدیث کی اس روایت کے متعلق دریافت فرمایا جس میں ہر حرف پر دس نیکیاں ارشاد فرمائی گئیں ہیں اور اس کی مثال میں حضور اکرم ﷺ نے الم کو ذکر کیا ہے۔

اس کے متعلق جو علماء کے دو قول چہل حدیث میں ذکر کیے گئے ہیں وہ دونوں قول مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقات میں ملا علی قاری نے ذکر کیے ہیں۔ جناب کا یہ ارشاد کہ الم تین حرف نہیں بلکہ دو ہیں۔ ایک ہمزہ دوسرے لم یہ صحیح نہیں' کیونکہ یہ تو لکھے ہوئے۔ کلمے بیشک دو ہی ہیں لیکن حرف تو بہرحال تین ہی ہیں۔ ہمزہ لام اور میم۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضور اکرم ﷺ کے پاک ارشاد میں الم سے مراد سورۂ فیل کا شروع ہے تو پھر یقیناً سورۂ بقر کے شروع میں نو حرف ہوگئے۔ اس میں کیا تردد ہے۔'' فقط والسلام زکریا ۱۲/۳ ۷۲ھ

مکتوب نمبر ۴ ....

مولانائے محترم۔ السلام علیکم!

آپ کی تصنیف ''فضائل القرآن'' کے صفحہ ساٹھ پر حفظ کلام پاک کی فضیلت کے سلسلہ میں آیۃ ''وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ'' کا ترجمہ یہ فرمایا گیا ہے۔ ہم نے کلام پاک کو حفظ کرنے کے لیے سہل کر دیا ہے' کوئی ہے حفظ کرنے والا''۔

اس ضمن میں میں نے قرآن مجید کے کئی تراجم دیکھے۔ مثلاً حضرت شاہ ولی

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالقادر، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمود الحسن، مولانا فتح محمد جالندھری، مولانا حیرت دہلوی، مولوی ڈپٹی نذیر احمد۔ لیکن کسی میں بھی وہ ترجمہ نہیں ملا جو آپ نے فرمایا ہے بلکہ علی العموم جو ترجمہ آیت مذکورہ کا کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے آسان کر دیا ہے۔ پس ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے۔

موجب کرم ہوگا اگر آپ اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ آیت مذکورہ اس ترجمہ کی جو آپ نے فرمایا ہے۔ کہاں تک متحمل ہوسکتی ہے۔" فقط

جواب

عنایت فرمائیم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔ گرامی نامہ تاخیر سے پہنچا۔ معلوم نہیں کہاں رہا۔ علماء تفسیر نے دونوں معنے لکھے ہیں۔

جلالین شریف جو مشہور درسی کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا ای سهلناه للحفظ۔ اور اس کی شرح جمل میں تو قرطبی نے حفظ والے معنی کو اصل قرار دیا ہے اور دوسرے معنی کو تجوز کر کے لکھا ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ آپ عربی سے واقف ہیں یا نہیں اگر نہ ہوں تو کسی عالم سے فرمادیں کہ وہ اس جگہ کی "جلالین" اور "جمل" کا مطلب آپ کو سمجھا دیں۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ کو حق تعالیٰ شانہٗ نے دینی تحقیق کا احساس عطا فرمایا حق تعالیٰ شانہ مبارک فرمادیں اور زیادتی عطا فرمادیں۔"

محمد زکریا ۱۰ ربیع الاول ۸۷ھ

مکتوب نمبر ۵

حضرت الشیخ زادمجدہٗ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

فضائل قرآن میں دعائے حفظ قرآن میں وان تغسل به بدنی آیا ہے۔ اس کے بارے میں جو مصری معلم دارالعلوم دیوبند میں قیام پذیر ہیں۔ انہوں نے بڑی قوت سے یہ فرمایا ہے کہ حدیث میں دو روایتیں ہیں ایک تغسل به بدنی اور دوسری وان تعمل به بدنی مگر میں نے اس دعا کا جو اردو ترجمہ دیکھا تو وہ اس طرح ہے اور اس کی برکت سے میرے جسم کے گناہوں کا میل دھودے۔"

اب مطلع فرمائیں کہ حقیقت کیا ہے۔"

جواب

مصری عالم کا یہ کہنا کہ صرف دو روایتیں ہیں صحیح نہیں۔ بلکہ اس بارہ میں روایۃ کے الفاظ مختلف ہیں۔ میں نے یہ جو لفظ و ان تغسل لکھا ہے وہ ترمذی شریف کے متن میں ہے اور تعمل کا نسخہ حاشیہ پر لکھا ہے۔ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کا صحیح کردہ نسخہ سب سے زیادہ معتبر قرار دیا گیا۔ اس میں صفحہ دو سو سولہ (۲۱۶) جلد دوم میں و ان تغسل ہی وارد ہے اور اسی کو علامہ جزری نے حصن حصین میں صفحہ ایک سو ترپن (۱۵۳) پر اختیار کیا ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب نے اس کا ترجمہ حاشیہ پر اے تطهر بسبب العمل به ذنوبی اور اعضاء بدنی لکھا ہے۔" فقط والسلام۔

محمد زکریا ۲۲/ زیقعدہ ۱۳۷۹ھ

اشکالات و جوابات

فضائل رمضان

مکتوب نمبر ۶

محترم مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"فضائل رمضان" پر آپ کا مضمون پڑھ رہی ہوں۔ ایک جگہ آپ نے دعا کے قبول ہونے کے سلسلہ میں حجاج کا واقعہ نقل کیا ہے کہ اس نے دعا قبول ہونے والی جماعت کے لوگوں کی دعوت کر کے حرام غذا ان کی پیٹ میں ڈال دی اور کہا کہ میں اب ان کی بددعا سے محفوظ ہوگیا۔

اس سلسلہ میں آپ مہربانی فرما کر یہ لکھیں کہ اس واقعہ کے بعد اس جماعت کے لوگوں کی پھر اور کوئی دعا قبول ہوئی یا نہیں، کیوں کہ آپ نے اس مضمون میں صرف ایک واقعہ کی طرف نشاندہی کی ہے۔ امید کرتی ہوں کہ آپ جواب مرحمت فرمائیں گے۔" فقط

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

جواب

ہمشیرہ سلمہا۔ بعد سلام مسنون، تمہارا خط پہنچا اس سے مسرت ہوئی کہ فضائل رمضان تم نے مطالعہ میں رکھی۔ بہت اچھا بہت مبارک ہے۔ حجاج والا واقعہ جتنا کتابوں میں تحریر تھا اتنا میں نے نقل کر دیا اس سے زائد واقعہ میں کوئی چیز میں اپنی طرف سے نقل نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ قواعد کا تقاضہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے استغفار اور توبہ کر لی ہوگی یا ان کے بدن سے حرام غذا کا اثر جاتا رہا ہوگا ان کی تو ان شاء اللہ ضرور قبول ہوئی ہوگی اور یہ جو خیال لکھا گیا وہ تو حجاج ہی کا خیال تھا۔ اس لیے کہ مقصد حرام غذاء سے پرہیز کرنا ہے۔ لیکن اللہ جل شانہ اپنے لطف و کرم سے کسی خوبی کی وجہ سے دعا قبول فرمالیں تو وہ اور بات ہے۔ مظلوم کی دعا تو ہر حال میں قبول فرمالیتے ہیں چاہے فاسق ہی کیوں نہ ہو۔'' فقط

محمد زکریا ۳/ ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

مکتوب نمبر ۷ ....

سیدی و مولائی حضرت شیخ مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عرض یہ ہے کہ ''فضائل رمضان'' میں ایک حدیث پاک نقل فرمائی ہے وہ یہ کہ حضور پاک ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت۔ دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم کی۔

اس میں افطار کے وقت کی تشریح مطلوب ہے۔ عین افطار کے وقت یا افطار سے پہلے یا افطار کے بعد۔ اگر افطار سے پہلے ہو تو کم از کم کتنے منٹ پہلے دعا شروع کی جائے نیز دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا شرط ہے یا نہیں؟ فقط

جواب

افطار کے وقت کی دعا افطار کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ اس میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔ فقط محمد زکریا

مکتوب نمبر ۸ ....

محترمی و مکرمی مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

معروض آنکہ میرا ایک دوست ہے جس سے مجھے انتہائی انس ہے مگر وہ بیچارہ دین سے دور ہے۔ نماز وغیرہ کا بھی پابند نہیں۔ میں حتی المقدور کوشش کرتا ہوں

کہ وہ کسی طرح نماز کا پابند ہو جائے۔ چنانچہ مولانا الیاس صاحبؒ کی جماعتوں کے ساتھ چونکہ خود جاتا ہوں۔ اس لیے اسے بھی جانے کی دعوت دیتا رہا کہ شاید اس کی اسی طرح سے اصلاح ہو جائے مگر چونکہ اس سے انتہائی محبت ہے اس لیے ذرا ذرا سی بات پر اس سے بول چال بھی بند کر لیتا ہوں۔ اب بھی تقریباً تین ماہ سے بول چال بند ہے۔ اس قطع کلامی کے باوجود اس سے اب بھی محبت ہے۔ مجھے ہمیشہ یہ افسوس رہتا ہے کہ میں تو اس کی ہر بات ماننے کی کوشش کرتا ہوں لیکن جب وہ کوئی اپنا کام ہوتا ہے تو ملنے کے لیے بھی آ جاتا ہے۔

اب معروض یہ ہے کہ جناب کی کتاب ''فضائل رمضان'' کے صفحہ تینتالیس ۴۳ پر لکھا ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے تین دن چھوٹ چھٹاؤ رکھے اگر اسی حالت میں مرگیا تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔

مطلع فرمائیے کہ کیا میں مندرجہ بالا حدیث جو اوپر لکھی ہے اس کی گرفت میں آتا ہوں یا نہیں؟ اور اگر آتا ہوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟

دوسری بات یہ ہے کہ میری اصلاح کے لیے مجھے کچھ نصیحتیں فرمائیے کیونکہ میں غصہ والی طبیعت کا آدمی ہوں۔ اکثر دوستوں سے بھی جھگڑ پڑتا ہوں۔ مگر خدا کے خوف کی وجہ سے ہاتھا پائی تک نوبت نہیں آتی''۔

جواب

مکرم و محترم۔ بعد سلام مسنون۔ آپ کا مشترک گرامی نامہ بنام احقر اور مفتی صاحب پہنچا۔ بندہ کی عادت مسائل کے جواب لکھنے کی نہیں ہے بلکہ جو براہ راست بندہ کے پاس استفتاء کا خط آتا ہے وہ بھی مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے۔ اسکے باوجود یہ چند وجوہ بندہ خود ہی عریضہ لکھ رہا ہے۔

اولاً اس وجہ سے کہ یہ سوال بندہ ہی کے رسالہ سے پیدا ہوا۔ دوسرے جناب کا تبلیغی جماعت سے تعلق جس سے مجھے خصوصی انس ہے۔ تیسرے آپ نے مسئلہ کے ساتھ اپنے لیے مشورہ بھی دریافت فرمایا۔

لہذا مسئلہ کے متعلق تو یہ ہے کہ جناب نے جس رسالہ کا حوالہ ذکر فرمایا

www.islamicbookslibrary.wordpress.com